

حاضرات ارواح

رئیس امر و ہوی

حاضرات ارواح

ریکس امر و ہوی

حاضراتِ ارواح

حصہ اول - دوم (مکمل)

مرچو

رئیس امر وہوی

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما۔۔۔۔۔ آمین

ویکم بک پورٹ

اردو بازار کراچی، پاکستان

فہرست

پیشہ حق بن جائے "وہم یک پورٹ" محفوظ ہیں
اس کتاب کے کئی کئی حصے کو کوئی دیکھ سکتا ہے اس کی تم
کی تصاویر کی اگر آپ جانتے ہیں تو اس کی جانچ
کافی مشورہ ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
42	کشف قیور	05	عرب اول
43	زندگی کا خطاب	14	روحیت کا مذہب
44	موجودہ خالہ زادوں کی	17	عقاب سرخ
45	قیامت کی شہ	19	میں تم شپ
47	شہر ہر عور	20	روح کی شہ
49	بہشتی شہ	21	میرا شاہد
53	ارٹان واکر	23	آگرہ کا واقعہ
54	سہاؤ سکون	25	آسمان کی سیر
52	وہی شہ	26	بجلی
59	روح کے شاہ	26	شہر کی بزرگ
62	خوشی کے روح	31	دارا پور شہ
66	وہم اسلام	33	عالمی عبادت
70	روح کے انسانی علاج	33	حس کی انجمن
72	روح کے	34	ایک سال
73	سوار کی اور سوار	36	غیر معمولی قوتیں
75	عبد اللہ اور روح	37	نور اور خوشبو
77	قیامت کا چمک	38	دعا و شریف
78	بھیکو پندراپ	40	نور و خوشبو

انشاء : اکتوبر 2013ء
تہ نام : قرآن مجید
کپڑے : دھواں رنگین
قیمت : 450/- روپے

مِرْچُو

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما آمین

وہم یک پورٹ

میں امداد پورٹ کی ہے۔ پاکستان

فون : 021-32639581-32633151

فیس : 021-32639086

ای میل : welbooks@hotmail.com

wbp@welbooks.com

www.welbooks.com

131	کس قدر حیرت	83	ان دیکھا گھم
132	بالی کی روح	85	عقل کا کرب
134	سپاہ مرگ	90	بلوچستان کا تکمیل
136	طبیعی حواس	92	ان انطواء کا مشاہدہ
138	چند کلیات	95	خارق العادات
140	پانچ اور پندرہ کرے	96	حرف آخر
142	آزاد گاری		حصہ دوم
144	17 ستمبر 74ء	99	خارق العادات نفسی مظاہر
146	مرشد اعلیٰ کا فیض	100	موکوں کی حیثیت
147	ادراک اور اسے محاس	101	شہادت کی کتالی
149	حقیقت روح	104	حاضرات کے مظاہر
150	ماہیاب کے بیات میں	106	اجسام بروں ماب
152	شکر و شہادت	107	ارواح عقلی کے کثرت
153	کیا ہوتی؟	107	حقیقتات روحانی
155	حاضرات موکات	110	غور و فکر
163	بنگال مانی	111	آئینہ واقعات
163	شام کو	112	نفس غیر شام
164	ناتعلیٰ فراموش تجربہ	114	روحانی مراسلات
165	انجمن معرفت ارواح	118	ایک روح سے مراسلت
168	مسلحہ قوتی پیر	122	پانچوٹ کے حلقہ تجربہ
169	سیاروں کی حقوق	126	روحانی تندر
170	انجی آف دی ورلڈ	130	معصیت کی طرف سے شریہ

حرف اول

حاضرات ارواح کیسے کہتے ہیں؟

حاضرات ارواح کہتے ہیں، 'روحوں کو طلب کر کے ان سے تحریر یا تقریر کے ذریعے سوال و جواب کرنا۔ حاضرات ارواح کا عمل آج سے نہیں شعور انسانی کے آقا نے رائج ہے لیکن حاضرات ارواح کے عمل کی حقیقت، ماہیت اور نوعیت اب تک واضح نہیں۔ ہمارے عمل اور تحقیق کا عار و اس غم ہے۔ اور جو اس غم صرف ان حقیقتوں کا ادراک کر سکتے ہیں جنہیں محسوس کیا جاسکتا ہے خواہ وہ احساس آگے کے ذریعے ہو یا کان کے ذریعے ہم چھو کر دیکھیں یا سونگ کر حاضرات ارواح کا مسئلہ حل کی سہائی ہے۔ لہذا اس کے لئے ہم نے کئی کئی سالوں میں سائنسی بنائے پر کربا بنائے مظاہر (بلور مثال حاضرات ارواح) کی تحقیقات اور اس کے نتائج پاکستان میں یہ علمی موضوع اب تک ادہام کے غلافوں میں لپٹا ہوا ہے۔ دنیا میں خارق العادات مظاہر کی تحقیقات کا سب سے بڑا ادارہ (The Society For Psychical Research) (P.S.R) ہے جس کی رکنیت کا شرف مجھے بھی حاصل ہے۔ زیر نظر کتاب میں 'میں نے نہ کوئی روٹی کیا ہے نہ کسی نظر سے کی صداقت پر اصرار۔ جو حضرات انبیاء و اجداد باطنیات کے موضوع پر میرے مطالعین کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ انہیں علم ہے کہ میں روایت (Psychicism) کا طالب علم ہوں چنانچہ وہ اس سلسلے میں برابر مجھے اپنے مشاہدات و تجربات اور خیالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ اس خط و کتابت کی نوعیت بالکل نئی ہوتی ہے۔ میں نے

قبر کے اس پار جودنایا ہوا ہے اس کے بارے میں صحیح معلومات ہمیں قبر میں جا کر ہی ہوں گی۔ زیرِ نظر مجھ سے میں جو واقعات جمع کیے گئے ہیں ان پر آپ کو یقین آئے یا نہ آئے یہ اور بات ہے۔ البتہ اس امر کا یقین رکھیں کہ میں نے ہزاروں غلطوں میں سے صرف انہی غلطوں کے اقتباسات اپنے تبصرے کے ساتھ پیش کیے ہیں جن کے واقعہ نگاروں کی حقیقت پسندی سے میں خود واقف تھا اور جن سے پہلے کافی تحریری بحث و جرح کر چکا تھا۔ لندن کی مجلسِ حقیقت نفسی یا (S.P.R) یقیناً اہلِ فکر کے درمیان رہ کر دلی ملاحظہ کی چھان بین کرتی ہے۔ یہاں کا سلسلہ طریق کار ہے۔ ہر ملاحظہ کار بھی کیا ہے۔ یہاں کا نکتہ انا صاحب سے لبرز ہے۔ ان کا نکتہ انجیوں یا جو آپ تحریر میں ہر جہاں امکان موجود ہے کہ مادی کا نکتہ کی طرح ایک مادی یا روحانی کا نکتہ بھی موجود ہے کم سے کم جدید سائنس (نفیاتی اور طبیعیات دونوں) کا رخ اسی طرف ہے۔ پہلے مارے کو صرف آخر سمجھا جاتا تھا لیکن اب سائنس نے مارے کی تحریر ہی بدل دی ہے اور خود مارے کی اصلیت اور حقیقت شے میں چرکتی ہے۔ خبر یہ ایک اور بحث ہے جس کا حاضرات ارواح سے کوئی تعلق نہیں۔

کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اسے اہمیات و اثرات کے بعد کر دوی کی نوکری میں بھی بیٹھ سکتے ہیں اور ان میں نظر انداز کر سکتے ہیں جن کی خلافِ حاضرات ارواح ہے۔ لیکن وضاحت کے بارے میں بار بار اشارے کئے گئے ہیں۔ مگر اگر دیکھو تو مارے کا یہ نام نہاد روجوں سے رابطہ پیدا کرنا مناسب ہے کہ آپ خود اس بارے میں لکھ کر دیکھیں، ہر حال میری تمام خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں۔ میں نے خود بھی حاضراتِ ارواح کی چھان میں حصہ لیا ہے۔ میرے زیرِ نظر ان ہی بہت سے دوستوں نے حاضراتِ ارواح کا عمل کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ جنہیں نظر مجھ سے مل چکا ہے (مختلف حاضراتِ ارواح) اور چاہو تو خود کا تجربہ کرنا بار بار متکرر کیا گیا ہے۔ مزید نمائش پر بھی مناسب گفتگو کی گئی ہے۔ یہ خودی یا باطنی کیفیت کی اہمیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ حاضراتِ ارواح کا عمل شروع کرنے سے قبل ان تمام سکول سے مکمل واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی عرض کر دوں کہ اس قسم کے عجیب اور عجیب و غریب عملیات کی وادی

میں کسی روہر کے بغیر قدم رکھنا اپنے کو جسمانی نہیں تو ذہنی خطرات میں ضرور مبتلا کر دیتا ہے۔ مناسب ہے کہ حاضراتِ ارواح کا عمل شروع کرنے سے قبل کسی تجربہ کار اور حقیقت پسند شخص کو اپنا رہنما بنائیں اور اس کے بعد دعوں (یا دعوہ جیسی ہوں) سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

حاضراتِ ارواح کے عمل میں حصہ لینے کے لئے عامی حاضرات کی صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً شدہ حساسیت، نفس کی روکی استعداد، مزاج کی روحانی ساعت اور روانہ بینی کا کلک ہونا تو یہ صلاحیتیں ہر شخص میں پائی جاتی ہیں جس میں عیاں کسی میں نہیں البتہ ہر لوگ سائنس کی تحقیقات اور کچھ تو کچھ عمل اور مراقبہ وغیرہ کرتے ہیں انہیں عمل حاضراتِ ارواح میں نمایاں اور بعض اوقات حیران کن کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ میں نے اپنی تصانیف میں ان تمام مشقوں پر تفصیلی بحث کی ہے۔ مثلاً "لے سائنس بھی آہستہ" میں پاس انکسپس پر اپنا نام اور سائنس کی دوسری مشقوں کے فوائد اور نتائج و اثرات پر بحث کی گئی ہے اور اس سلسلے میں متعدد حضرات کے تجربات و تاثرات اور مشاہدات پیش کئے گئے ہیں۔

اور کچھ اچھے کی مختلف مشقوں مثلاً شمع جینی، مادہ بینی، سایہ بینی اور نقطہ وغیرہ پر توجہات کے مضامین میں بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلے کی چوتھی کتاب "مراقبہ" اور پانچویں کتاب چھٹا نمبر ہے۔ درحقیقت یہ سائنس کی مشقیں ہیں جن سے حاضراتِ ارواح کے کچھ کرنا اور کچھ نہ کرنا کی حیثیت مستقل ہے۔ مثلاً زیرِ نظر مجھ سے میں حاضراتِ ارواح کے تمام ضروری، علمی اور کی پچھو پچھو کر گفتگو کی ہے، تمام مابعدِ علمیات کے تمام وسیع پہلوؤں کی آگاہی کے لئے اس سلسلے کی تمام کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ حاضراتِ ارواح کے بعد، جہات، آسب و زکی، ہندو، ملی، جتھی اور دیگر وغیرہ کے موضوعات پر مستقل تصانیف پیش کی جائیں گی۔ انکا مطالعہ

رہیں امر دھرمی (10 اپریل، 1974ء)

مشہور و معروف امریکی تجربے "نیزو ویک" نے اپنی 19 اکتوبر 1967ء کی اشاعت میں "ری لیجن" کے تحت ایک مضمون شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا "میڈیم کے ذریعے" اس مضمون میں حاضرات ادراغ کی ایک مجلس کی روداد چھاپی گئی تھی۔ اس کا خلاصہ سن لیجئے مگر نہیں۔ تجربے۔ سب سے پہلے یہ لیجئے کہ حضرات ادراغ کی مجلس کیسے کیجئے ہیں اور میڈیم کس چیز یا کام ہے؟ حاضرات ادراغ کی مجلس یا شیون کا عام طریقہ یہ ہے کہ ہر لیجنل لازم سے دلچسپی رکھتے والے حضرات کسی خاموش اور ہم راہ ایک کمرے میں گول میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر شخص کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس طرح ہاتھوں کا ایک دائرہ بنا ملحقہ قائم ہو جاتا ہے۔ ہر لیجنل لازم یا حاضرات ادراغ کے شرکاء کا بیان ہے کہ اس طرح ہاتھوں کے ذریعے اہل مجلس کے درمیان برقی تعلق کسی توہائی کی باہر دائرہ داخل میں دوڑنے لگتی ہے۔ برقی تعلق ایسی توانائی کی باہر ردحوں سے تعلق پیدا کرنے کے سلسلے میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ نیم تاہر ایک اصناف و پاکیزہ اور پرسکون کمرے میں گول میز کے گرد ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیٹھنے والے لوگ نہ صرف عیسائی لیجئے میں مذہبی گیت اور سنا جائیں گے ہیں۔ کسی روح کی آمد کی اطلاع مختلف طریقوں سے دی جاتی ہے یا تو ہر لیجنل شخص کی آواز آتی ہے یا روشنی دکھائی دیتی ہے یا آواز سنا دینے جاتی ہے یا لیجنل شخص کو کسی چیز حرکت میں آتی ہے۔ ردحوں سے اس وجہ سے کہ بہت سے تجربے رائی ہیں اور پندرہ سو سال پہلے سے یہ ہے کہ اہل مجلس میں کسی مجلس پر نیک ہے خودی کی کیفیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ خودی کی کیفیت ظاہری ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص کے دماغ اور اعضاء کی نظام پر کوئی ناہیہ ہستی (روح) عارضہ طور پر قابض ہو گئی ہے اور داخل مجلس سے سلام پیام پر تیار ہے۔ جس شخص پر یہ خودی کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے اسے حاضرات ادراغ کی اصطلاح میں معمولی "میڈیم" یا وسیلہ کہتے ہیں یعنی حاضرین مجلس اور عالم ادراغ کے درمیان رابطہ تعلق پیدا کرنے والی کڑی۔

ایر لیجنل لازم (SPIRITUALISM) کا ترجمہ عام طور پر روحانیت کیا جاتا ہے۔ آسانی کی غرض سے ہم اس موقع پر روحانیت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں مگر یہ بات یہ ہے کہ سچی

روحانیت ان اہل اہل فلسفائی شہدہ ہائیں اور حادق العبادت گرشہ راہیوں سے بالکل مختلف چیز ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔ کہیں روحانیت کہا کہ پھر لیجنل لازم (مغربی اصطلاح میں)۔

چہرہ مرد و کچھ آفتاب کیا

ہاں تو آپ کچھ گئے کہ حضرات ادراغ کی مجلس کے اتفاق کا طریقہ کیا ہے؟ خاموشی کمرہ پرسکون ماحول، حاضرین کی توجہ ہلالہ کی طرف مرکوز۔ ہر شخص کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں۔ ہاتھوں کی دائرہ فراخگیر کے ذریعے اہل مجلس کی ہر برقی قوت سرک کی شکل میں دوڑنے لگتی ہے۔ لوگ یک زبان اور ہم راہ آواز ہو کر دھواں جاتے گیت گاتے اور دعا مانگتے کرتے ہیں۔ روح کی حاضری کی اطلاع یا اشاروں کے ذریعے دی جاتی ہے یا کسی شخص پر استغریق کا عالم ظاہری ہو جاتا ہے۔ یہ شخص میڈیم یا وسیلہ (معمولی) کہلاتا ہے۔ وسیلہ یا واسطہ بننے کی سب سے زیادہ صلاحیت عورتوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ اپنے نازک اعضاء اور شدت جذبات کے سبب غیر معمولی طور پر اثر پذیر شدہ احساس اور تھیں سے کی قوت سے لبریز ہوتی ہیں۔ آج ہر پ میں جس شخص کو اس پر کچھ کثرت کہتے ہیں اس کا سلسلہ ایک سو سال قبل 1863ء میں امریکہ سے شروع ہوا تھا اور فاکس سٹورس کی سب سے پہلی معمول تھیں۔ بہت کم مرد ایسے جالے جن میں میڈیم شپ کی اپنی صلاحیت سوا ہو۔ لیجنل مردوں، اختراعات خیال پرست اور خراب لہذا کا شکار رہنے والے مرد بھی مشق و ریاضت سے اچھے میڈیم بنتے ہو سکتے ہیں۔ حاضرات ادراغ کی مجلس میں میڈیم کے ذریعے ردحوں سے بات چیت ہوتی ہے۔ اس بات چیت کو ایک تجربہ کار روح کنٹرول کرتی ہے جسے پھر لیجنل والے اور دعا مانگنے یا سہرٹ کنٹرول یا نام ادراغ کہتے ہیں۔ جب یہ میڈیم کے ذریعے کسی روح سے گفتگو کی خواہش کی جاتی ہے تو اس روح کا گائیڈ (رہنما) اپنی وساطت سے گفتگو کرتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ روح سے بات چیت کرنے کے لئے دو واسطے درکار ہوتے ہیں ایک تو وہ شخص جس پر یہ خودی کی کیفیت ظاہری ہے۔ دوسری اور بنیاد روح یا سہرٹ کنٹرول یا گائیڈ کہلاتی ہے۔ بالعموم مطلوبہ روح سے سوال و جواب گائیڈ ہی کے ذریعے ہوتے ہیں

مرچو
ایک مالک کے دین پر رخصت

متحرک نہیں ہوتی۔ آخر یہ کھوں کہ تپائی ہاتھ رکے بغیر حرکت میں نہ آئے۔ کیا مطلوبہ روح میرا گلاس یا کسی اور شے (Object) پر عداوت قائم عمل نہیں کر سکتی؟ یا خود کا تجربہ کر لے جیسے خود کا تجربہ کرنے کے ضروری ہے کہ لگزم کسی وسیلہ کے ہاتھ میں اور وہ جسم کا استعمال کر کے اپنا پیام گھوسکے؟ جب تک ان سوالات کا تشکیلی تخیل جواب نہ دے سکیں ہم حاضراتِ ارواح کے عمل کو پوری طرح سمجھنے سے قاصر ہیں۔ گم۔ س۔ س (سیانکٹ) نے تپائی کے ذریعہ روحوں سے سوال و جواب کئے۔ عام طور پر اس متفرد کے لئے چلا چھٹ اور لوہا پر دھڑ کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ بھی گلابی کے پتے ہوتے ہوتے ہیں۔ روحوں سے سوال و جواب کا عام طریقہ یہی ہے لیکن بعض وسیلہ یا میڈیم جنہیں (Sensitive) بھی کہا جاتا ہے۔ بغیر کسی واسطہ کے اس پار کی مخلوق سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں۔ خاندانِ رفعت (کراچی) بخیر میری عمرانی میں حاضراتِ ارواح کے تجربے کر رہی ہیں۔ اسے 7 جولائی 1972ء میں لکھی ہیں کہ

30 جن کو جب میں نے باپ مرحوم کی روح مبارک کو مخاطب کیا تو مخاطب کرتے ہی محسوس ہوا کہ میرے تمام جسم سے بے رنگ سامانہ بہہ رہا ہے اور آس پاس کی فضا بے حد سرد اور مطلق ہوتی چلی جارہی ہے۔ یہ کیفیت کوئی دس منٹ تک محسوس ہوتی رہی۔ دوبارہ مرحوم کی طرف توجہ کی تو محسوس ہوا کہ فضا کی شکل اور ماحول میں خوشبو میں اضافہ ہو گیا ہے۔ آخر میں نے باپ مرحوم کو اپنے سامنے بیٹھا دیا۔ وہ بہت بڑے حوزہ پر چڑھ گئے۔ شاید ان کے قرب کے باعث دوسرے لوہریں میرے جسم میں داخل ہو رہی تھیں ان کا چہرہ بے حد نورانی تھا۔ پاس لہوں پر سرسماہٹ تھی۔ کوئی تین چار منٹ وہ میری طرف دیکھتے رہے۔ پھر گلابی کے پتے ہم باپ ہیں۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں۔ تم ہمیں کیا سمجھتی ہو۔ میں ان کے سوال کا مفہوم نہ سمجھ سکی۔ نہ میں نے اس کی وضاحت چاہی۔ کچھ کچھ میں نہیں آ رہا تھا انہیں کیا جواب دوں۔ اس لئے خاموش تھی۔ میری خاموشی کو کچھ کر مرحوم نے وہ بارہ سوال کیا کہ

تم ہمیں کیا سمجھتی ہو؟

مجھے فوراً خیال آیا کہ آپ نے مجھے اپنی روحانی حیثیت بتایا ہے۔ جس کا اقرار ۱۱ سال پہلے سے روامانی

ایک جواب تصور کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح تپائی کی مختلف حرکتوں سے ہم روح سے جوابات حاصل کرتے رہتے ہیں ایک روز ہماری خواہش کے بغیر والد مرحوم کی روح آگئی اور بہت دیر تک تپائی کی حرکت کے ذریعے سے مخاطب رہی۔ ہم نے والد مرحوم کی روح سے پوچھا کہ کیا آپ والد مرحوم کی روح کو جانتے ہیں۔

انہما میں جواب ملا اور دوسرے روز والد مرحوم کی روح نے تپائی کی حرکت کے ذریعے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ ہم ہمیشہ کسی روح کو طلب کرنے سے قبل سوہا کا نقشہ پڑھتے ہیں لیکن کسی مرتبہ ایسا ہوا کہ بغیر کچھ پڑھے تپائی فضا میں بلند ہو گئی۔ تپائی کے ذریعے ہاضی کے بارے میں جو سوالات کئے جاتے ہیں وہ باہم درست ثابت ہوتے ہیں لیکن یہ یوں کہہ سکتا ہے کہ مستقبل کے بارے میں بھی روح کے جوابات صحیح اور درست ہیں۔ ہمارے مہمانے میں ایک لڑکا مر گیا تھا۔ خیال یہ تھا کہ اسے کسی رشتہ دار نے ذہر دیکر مارا ہے مقتول لڑکے کی بیوہ والدہ اور بہن کی درخواست پر ہم نے روح کو بلایا۔ اس نے تصدیق کی کہ مجھے ذہر دیا گیا تھا۔ روح سے کہا گیا کہ اپنی والدہ کے پاس جاؤ۔ یقیناً فرمائیں تپائی نے از غور پڑھتے ہوئے کا قائل بننے لگا اور مقتول لڑکے کی والدہ کے پاس اس کا گھر پہنچ گیا۔ یہاں نے مرحوم کو اپنے پاس میں تپائی کو کھٹے سے لگایا۔ اس کے بعد ہی تپائی مرحوم کے کھٹے سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ گئی۔ کھٹے کے کھٹے میں حاضراتِ ارواح میرا لڑکا فیروز باہرام میں شریک تھے۔ یعنی تپائی کے ہاتھ تپائی پر رکھے تھے ایک روح حاضر ہوئی (مشتاق تپائی کو حرکت ہوئی اور اس کی آمد کی علامت یہی ہے) سوال کیا کیا کر تم تک ہو یا بد۔ جواب ملا کہ بد۔ جو فیروز باہرام سے کہا کہ اچھا رخص کرو۔

یقیناً چاہیے تپائی کسی ٹیپا اشارہ سے اسے اچھلنے کو لے لگی جب روح سے کوئی سوال یا خواہش کرنی ہوتی ہے تو خود بخود تپائی کی کوئی ٹیپا اٹھ جاتی ہے۔ ان صاحب نے تپائی (تین پاؤں کی میز) کے ذریعے حاضراتِ ارواح کی جو تفصیلات لکھی ہیں۔ ان سے قطع نظر کرتا ہوں۔ اس مسئلے میں حاضراتِ ارواح کی چند چیزیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ روح کو بلا جانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک دو تین یا زیادہ آدمیوں کے ہاتھ تپائی پر رکھے ہوں۔ ہاتھ رکے بغیر تپائی

مار کر یہ اس صطوبت کی تصدیق کرتی ہے۔ پھر اس کی ہادی کوئی کارفرما روح اسے کوئی پیغام دیتی ہے۔ کسی غناک حواس نے جو ہم پر تحقیق کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ بد وقت اس کے ساتھ ہے اور اپنے روحی عالم میں اس کے نئے دست چڑھ رہے ہیں اور اس کی امانت کے لئے کوشاں ہے۔ مار کر یہ پھر کچھ سوال کرتی ہے۔ اس کی سرخوردہادی روحی رشتہ مضاعف سرخ کی رہنمائی میں معمول کی زبان سے کہتی کہ جواب دیتی ہے۔ آئندہ کے لئے کچھ تحقیق دہ دہ میں غلطی ہے عام طور پر چٹکنہ نہیں کاغذ زلفیماں دل نے ڈال دیا ہے اس کے بعد معمول کی راحت سے روحانی گائیڈ دوسرے حواس کے جہالت دیتا اور دوسری روحوں سے ملتا ہے پھر حضرات اور احاطہ کی اشدت فہم ہو جاتی ہے۔

پھر ایک مرتبہ اس طریقہ کار کی وضاحت کر دوں۔ یہ بات کچھ پیچھے کہ باہم مرے ہوئے لوگوں سے معمول کے ذریعے بات چیت یا مواصلت ممکن ہے۔ میڈیکل یا معمول غیر معمول طور پر حواس ہوتا ہے۔ اس کی روحانی قوتیں پوری طرح بیدار ہوتی ہیں اور انسانی قوتوں کی تمام وہ پیر ہائی مظاہر (مثلاً بکری روحوں سے سوال و جواب کی اس فائز پر قادر ہوتا ہے جب معمول پر حواس طاری ہو جاتا ہے تو اس کی ذہن کی سطح بڑھ جاتی ہے اور وہ ہڈیہ شکل کو دیکھ اور ناہیہ دہ داروں کو سن سکتا ہے۔ ہر معمول کا تعلق روحانی عالم کی رہنمائی ہوتا ہے۔ معمول پر جرنی عالم کی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہ اپنے روحانی گائیڈ کی براہ راست رہنمائی میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کار اور احاطہ میں معمول کی حیثیت ملتی غریب کے لئے کسی ہوتی ہے۔ یہ فیئین کے وسیع یعنی خبریں وصول کرنے کی جگہ پہنچتے ہیں اور دوسرے سرے سے جہاں گائیڈ ہوتا ہے پیغام بھیجے جاتے ہیں۔ گائیڈ پر چمکے گا کہ چاہتا ہے وہ معمول کی زبان سے کہلواتا ہے جب آپ اپنے کسی مراد دوست یا عزیز کی روح کو طلب کرتا چاہتے ہیں تو گائیڈ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس روح کو بلا دیا جائے۔ گائیڈ اسے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اس پر اسے مسئلے میں معمول کوئی حصہ نہیں لیتا وہ تو صرف ڈاؤن آئیہ کار کا ہوتا ہے۔ یہی آپ کا سوال معمول کے اندر سے گزر کر گائیڈ اور پھر مرادے کی روح تک پہنچ جاتا ہے اور گائیڈ یا مظاہر روح کا جواب آپ معمول کی زبان سے وصول کر لیتے

ہیں۔ معمول کے ہوتے ضرور پہنچتے ہیں مگر الفاظ اس کے نہیں ہوتے۔ الفاظ دوسری دنیا کے ہوتے ہیں۔

میڈیکل شپ

بعض معمول روحانی علاج حسابہ کا کاردار کرتے ہیں۔ اس کا بھی روحانی دنیا میں ایک گائیڈ ہوتا ہے جب مریض معمول کے سامنے بیٹھتا ہے تو روحی دماغ کے اشارے پر پڑتی ہیں اور بھیرتے سے کام لے کر معمول مرض کی تشخیص کر لیتا ہے اور دیتا ہے کہ اس کا دل اس گرد و غبار ہے اس کے مگر میں تکیف ہے پہلے مرض کی تشخیص کی جاتی ہے پھر دہ تجویز ہوتی ہے۔ روحانی عالم کی طرف مریض اپنے مریض انداز کرتے ہیں جو عام طریقہ علاج سے کسی طرح محبت آپ نہیں ہوتے اس کی مرضی دیکھ کر اس کے اے اے بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کئی مشہور عالم کھڑے ہیں کہ ہال کرانے سے پہلے ہیں اور جلد ہی اس میں حاضرین تک روحوں کا وہ کام نکالتے ہیں۔ وہ انالہ اسٹراک یا ایک مشہور دستار بیک معمول تھا جو لندن کے مشہور ہال "ڈیم سوراہا" میں حاضریت اور احاطہ میں مظاہر ہے کیا کرتا تھا۔ دوسری جنگ کے زمانے میں ایک ایک جہتی بیک جہاں جہاں کوئی نہیں کیا۔ اب ہال اسٹراک اس دنیا میں آج چکا ہے جہاں کے پیغامات وصول کیا کرتا تھا اس کی ایک بہت بڑی مثال (مثلاً) تھی جس کی جہاں متعدد اطرا کام کرتے تھے۔ وہ ناٹو اسٹراک ایک دماغ بھی نکالتا تھا۔ یہاں انگلستان میں روایت کے معمول کو دوطرف کی تربیت دی جاتی ہے، تو کسی ہوم سرگ میں یا کسی خاص روحی اور اسے میں کسی استاد کی رہنمائی میں میڈیکل شپ کی تربیت دی جاتی ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ ٹرگوار معمول ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھے ہیں جہاں جہاں ہے اور وہی مطلق کی حاجت کے مطابق اپنی اندرونی مصلحتوں کو دیکھ کر اس کے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ فہم شعور کی حالت میں اپنے احساسات جہاں کرتے ہیں۔ ان میں ہر معمول کا گائیڈ ایک ہوتا ہے۔ یہ تربیت برسوں جاری رہتی ہے جن لوگوں کی اندرونی قوتیں پوری طرح ابھرتی ہیں وہ پیشہ و معمول بن جاتی ہیں اور مقبول دولت

مرجو
پیر

اچھا ہے تو میرا لباس کیسا تھا؟

تو انہوں نے پھر کئی ٹھیک کے بعد اس کی تعمیل بتادی اور غلام رنگ کا سواست امداد رنگ
 کی جاتی اور غلام رنگ کی بعض خاص بات یہ کہ گھٹے سر پر نیلے بے سوار تھا۔ میں نے ہر چند کہ خوشی کی
 کراہنے پر غریبوں کے اس مشاہدے کو سمجھا تو ارادے سے وہاں گئیں انہیں عقلمیں نہ آیا۔ وہ سب کے
 سب اصرار کرتے رہے کہیں۔ ہم نے ضرر ادا کیا تو راجہ دھرم گھٹے سر پر نیلے بے سوار ہے۔ ایک
 روٹی کے نیک وقت دو مقامات پر دیکھنے جانے کے واقعات انکلو سے گئے ہیں۔ اس واقعہ کی کیا
 جہیز کی جانے کی؟ اس واقعہ کی وجہ یہی ہے کہ عید و نصف رسو کی کے غریبوں کو مسکاتا ہوا۔ اسنے
 حیرت انگیز دھن سے کہوٹ کی جو دھن دھن کوئی چائیش دوسرے سوجوڑیں لکھنا کی کہ جانے کا
 کہ

نظر جو بھی آید فریب نظر تھا

سید علی رضا صفائی نے ان گروہ کے مشہور روحانی گروہ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ کے حوالہ دیا کہ ایک واقعہ بھی لکھا ہے۔ قاضی صاحب شہید کاٹ کے خطاب سے مشہور ہیں۔ لکھتے ہیں کہ خوش عقائد و درو افکار عقائد کفر اس مزاری کے ایش اور بزرگیوں میں کیا کرتے تھے۔ لیکن مجھے بھی سن ہی کہ بہتین ٹوک آئے، انہیں بھی خیاب کیا گیا۔ سب دھرم اور خوش عقائد کا کوشش ہے۔ ایک درویش کے لئے یہ خوش عقائد کی خوشی ہے اور عجب عجب ہے۔ سب دھرم اور خوش عقائد کی کوشش ہے۔ کپڑوں پر کاب روئے تھا۔ چند منٹ کے بعد دیکھ کر ان پر جو بوسہ ہے اس سے بہت بگنی روئے تھی شراب ہوئی جس طرح ان لائین کی تھی اونہی گروے سے روئی آجستہ ہندو بھوجائی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ روئی اس قدر تیز ہو گئی کہ پانچ سو کیڑوں پر ان کا بھگ بھی مانہ لگا دی۔ یہ بھی روئی اس قدر تیز تھی کہ بھولان روئے تھی بدتر بوجی دی۔ کم ہوئی اور پھر کاب ہو گئی۔ روئے میں خیال اور ان میں سوال پیدا ہوا کہ مونا کیا کر کشہ ہے؟ کیا ہیں ہونگے؟ وہ دماغ میں خیال آئے یہ درویش اور خود کو نامی طرح اپنے سکاڑے سے روئی لگنے لگی۔ حوالہ دیا کہ ہر گروہ حاضر تھے۔ میں نے ان سے روئی کے بارے میں سوال کیا۔ مگر سب نے حتیٰ لکھنے میں لگا کر دیا۔

یعنی جو میرے بارے میں کوئی بدگمانی نہ ہو۔ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں ہزاروں فرق ہونے کے لئے کہ ان کی تکیہ سے بچنے کے لئے وہ بدگمانی پیدا کی تھی۔ تکیہ ہے ہر اس صورت میں وہ بدگمانی جس سے میری نظریں بچنے کو کیڑاں پڑے کہ جب کی چمک کو گمانہ کر دیا تھا۔ سب کو آتی جا رہی تھی۔ لفظ چمک کیوں لکھا۔

آسمان کی سیر

اروپ گمشدہ آہادی میرپور خاص سے نکلتے ہیں

[illegible]

عبدالرحمن خان کا بیان ہے کہ

1950ء میں جب میری عمر ستر سال کی تھی، روزے کی وجہ سے شدید پیاس محسوس ہوئی۔ ایک پہاڑی چشمے کے قریب ٹھنڈی ٹھنڈی رہت پر آگیا۔ سو گیا۔ محسوس ہوا کہ کوئی نادر و عجیب مخلوق سر کے

چہ دار سے ملتا ہوا چارٹ بکھیا۔ جیسا ہو کر تیل کی کی یا ہوا کے جھونکے سے چارٹ بکھا ہے
ایک شخص دودھ چارٹ جانے کے لئے بیڑیوں میں بیٹھا تھا تو پیچھے سے آوارا میں کڑکھوتی تو
بھرتے بیٹے کی بے پرواہی جلدی سے پٹا توڑ بکھا کر چارٹ کی حق دار دوروشن ہے مگر اس روشنی
اور کھلے روشنی میں زمین اور آسمان کا فرق تھا۔ یہ نہایت غلطی نور کی روشنی تھی۔ خوب لائٹ سے
لتی جلتی۔ سب لوگوں کی نظریں چہ دار سے ہرگز نہیں۔ تین چار دست کے بعد روشنی بھر کا تب
ہوئی اور کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ عجیب بات یہ کہ چند منٹ بعد پھر وہی غلطی نورانی روشنی
چہ دار سے ملنے لگی۔ جب تک قرعہ شمس شہر میں تڑپا ہوا رہی۔ روشنی اور لائٹ میرے کپا کو کھا
تھیں اور رہا۔ سب لوگ بہت حیرت ہوئے۔ اگلے روز مغرب کے بعد پھر چہ دار سے ملنے لگی
جدید گلی اور پھر وہی دودھ روشنی ہر طرف پھیل گئی۔ جب تک تڑپا ہوا کپا کھا رہا۔ کچے بعد
دیکر سے چارٹ خورد و کھتہ چلتا رہا۔ اگلے روز دوسرے لوگوں کے لئے وہ قرعہ شمس کی تڑپا سے
فارغ ہونے والے لڑا چہ دار سے بھی اپنی آنکھوں سے یہ کرشمہ دیکھا۔ ملام سہارنے جو کہ عید
دیش عالم میں ہے فیصلہ کیا کہ میں چہ دار سے میں چارٹوں میں جس تک کر دیکھو گا کہ حرا کیا ہے
اگلے روز صبح دودھ اور روشنی کی فتنوں کی طرف تھپتھپا رہی۔ دوسری روشنی اور لائٹ
لوہے سے ملنے لگی۔ پھر پھر میں اس طرح سے ملنے لگی۔

بہت لوگ زیادہ روشنی کے پیچھے چلے گئے تو یہ مسئلہ متوقف ہو گیا۔ ہم سب کو یقین تھا کہ دار
صاحب مرحوم کی روح چہ دار سے ملنا نہ چاہتی ہے اور یہ نورانی روشنی ان ہی کی ہے
۔ میرے بچے جان چکے تھے ہر گز نہیں۔ مگر شریف اے۔ رات کو وہ چہ دار سے آئے گئے مگر
میں سوئے ہوئے تھے کہ طرفان آ گیا کالے سیاہ ہاں گھر آئے۔ جنہوں نے جلدی جلدی ہنر
پیدا کر چہ دار سے مل گئے۔ بچے جان کا جیسا ہے کہ میں سے اندھا کر دیکھا کہ مرحوم جیسے
نہا نہ چہ دار ہیں۔ بچے جان تھرا نہ ہو گئے۔ وہ فریادیں کیا کہ والدین کو کوڑا لگایا کر گئے ہیں۔ یہ
خیال آتے ہی وہ کمرے سے نکل کر بھاگے اور پھولے ہوئے سانس کے ساتھ سب کو یہ واقعہ بیان

ایک شخص کا گھر چہ دار سے ملنے تھا (یہ شخص فوت ہو چکا ہے) یہ شخص حقیقتاً جان کر چہ دار سے
نے جانی صاحب مرحوم کو صرف نماز دیکھا ہے۔

خارق العادت

نصار احمد صاحب کے بیانات اور شہادت میں میں نے ایک نیا دنیا کی عکاسی کی ہے۔
۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا اور کچھ سنا وہی ہے۔ یہ ان کو دنیا کی ایک انصاف اور حقیقت کی ہے۔ میرے ذہن و
اطلاق میں تو جانتے کتنے ایسے واقعات کا ریکارڈ موجود ہے کہ جانتے ہی ہے کہ انکار کرتے
روح کے تصور (مجموعہ کو کہتے ہیں) کے واقعات ہر ملک اور ہر جہ میں پیش آتے رہتے
ہیں۔ پیسے ان واقعات اور شہادت کو تو آنکھیں بند کر کے مان لیا جاتا تھا بلکہ ان میں حیرت
حاشیہ آرائی کر دی جاتی تھی یا سب سے دہم اور غریب خیال ایک کلام مخالف العبادات سے انکار
ایدا جاتا تھا۔ خارق العادت ان واقعات کو کہتے ہیں جو عام طور پر گھوٹے نہیں آتے اور ہم
آشنا اور ناواقف نہیں ہوتے۔ مثلاً یہی انصار احمد صاحب کے دارا چن کا واقعہ لیکن لب اس
مستند میں میں عام کا یہ بدل گیا ہے۔ یہ وہی خارق العادت Super Normal واقعہ ہے
عند رب میں کرتے بلکہ علم حقیقت کی روشنی میں ہر دے کا چہ دار ہے میں اور اگر کوئی بات ثابت
اور حقیقت ہے تو اس کی حقیقت ہے کہ یہ حقیقت علم ہے کہ یہ حقیقت علم ہے کہ یہ حقیقت علم ہے
مثلاً ایک واقعہ میں میں نے ایک شخص (انسان نہیں) ایک شخص کی یا مشرق کے تمام واقعات کو غریب
خیال سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ حق حقیقت میں اب، سوسے میں ایک کتنے ہی بار سے میں نے
نے، وہی عمل پر مصروف فحش ہیں۔ یہی حال روح کے تصور کا بھی ہے۔ جیسے روح پر انسانی
اکثریت کا ایمان ہے کہ انہوں نے روحانی میں یہ بیان کرنا چاہتے تو یہ بیان انظار

عقل کی الجھن

ہم نے ان اس طرح ہیں کہ صرف ان واقعات کو تسلیم کریں جنہیں تسلیم کرنے میں عقل کو چھوڑ
تک۔ کالی پڑے۔ انسانی عقل چند رنگ گانے پر تو نہیں آدہ ہوتا ہے۔ ہر قدم ہر قدم ہر قدم

کی بات کہہ سکتے سے دل پر ڈنکا ہے۔ جسم کو دیکھنا تو گویا آئینہ جی ہے۔ ہر مرد دیکھنا چاہتا ہے۔

به دیدار هست یارب یا بخراب است

کہ جان من بھائیوں کامیاب است

کشف قبور

حضرات اوراق کی ایک قسم کشفِ خود بھی ہے لیکن یہ عمل ہر شخص کے کمال کا نہیں۔ کشفِ خود کا حامل کسی قبر پر جا کر مرقا اکر رہا ہے۔ یعنی انھیں یاد کر کے یہ تصور کہ حسبِ قبر اس کے سامنے ہے واقعی اوراق کا تصور مروج ہوتا ہے۔ میں نے کشفِ خود کے کئی حامل بھی دیے۔

ایک مذہبی بزرگ جو کراچی کے کسی پرائمری اسکول میں ہیڈ ماسٹر سے رازدارہ شفقت میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ وہ دُعا دیتے تھے کہ کبھی حضرت محمد اللہ شاہ قاضی کے حواری رہ کر (کھٹن) پرچہ لکھ کر تو مجھے حضور کی خدمت میں پہنچا دے تاکہ وہ فرما دے کہ میں آپ کے بھائی بھی اپنے ساتھ کے تاکہ ہر ایک پر ان کا نام لگا۔ چنانچہ ایک دن روزانہ چائے کے وقت میں حواریوں کو تشریف لائے (یہ مکان تھا) اور مجھے اپنے ساتھ حواری کے حواری رہ کر پرچے لکھے۔ وہاں ہم دونوں دیر تک مراتب میں پیشہ رہے۔ اس کے بعد میں نے یہ معمول بنالیا کہ آدھرا آئے یا سپاہیہ۔ ہر جمعرات کی صبح کو حواری رہ کر پرچہ لکھ کر آتا تھا۔ یہ معمول تین سال تک جاری رہا۔ حضرت سید سیدانہ عذرا کی یہ روایت بھی اُن کے ایک تذکرہ کے مصنفہ قلمِ محمد صاحب میں منظر سے گزری کہ حضرت رشتہ اللہ علیہ یہ محمد صاحب قدس سرہ کے حواری رہ کر ہر جمعرات کو اپنی کیلئے حاضر ہو کر تو انہوں نے بوم ہوش دیکھا کہ مجلس کی جنگی اور ہندو صاحب رشتہ اللہ علیہ کا ہیرو بنے۔ فرمائے گئے کہ کلمات میں غواغوا (ختمے میرے غلطو مزے سے ہیں)۔

سید صاحب نے (ہاں) کہا اور یہ ہوش ہو گئے۔ میں اس کتاب میں کثرتِ قیاد کے تجربہ و مشاہدات پر دستِ نگرانیوں کروں گا۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے جس کی تحقیق کر رہا ہوں۔ اگر علم و تحقیق کی روشنی میں تقدیریں شدہ مواد مل گیا تو اس بحث کو چھیڑنا پڑے گا۔ فی الحال میرے پاس کافی مواد ہے۔

چند سرائے اور نئے نچانے کس ڈالنی کی طبیعت اور جذباتی حالت میں یہ شعر کہے تھے۔

اک حور سے ہوتی ہے ملاقات سرشام

اگ روح ڈالتی ہے مجھے آ غرشپ میں

میرا پس منہ تھا کہ وہ اپنی قوم کا گرجہ پر حملہ نہ کرے، تاہم یہ کہہ کر شرم کی کمی خود سے طاقت
 ملی ہے اور اس کے پہلے یہ کہی روئے کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اب یقین ہو گیا کہ اس قوم کے
 جوانوں میں اور لوگ بھی ایسے اہم اہلکار ہیں کہ شرم کا پس منہ ہیں، رجم و رفاخان کے ایک دوست نے
 یہ سنا ہے کہ انہیں (اسی - سان - اے) کے بارے میں چند نکات یقیناً واقعتاً لکھ کر بھیجے جائے اور
 کہ وہ خود اپنی قوم کے رہنما ہیں کہ عزت و کرامت اور انہیں اس روئے کی سب سے بڑی طاقت
 سے اپنی قوم کے رہنما ہیں اور ان کے پاس سے جھکاؤ نہیں ہے رجم و رفاخان کے رہنما کی دوست کو
 اس کے بعد یہ کہہ کر ان کے پاس کہ وہ ان کے پاس سے جھکاؤ نہیں ہے رجم و رفاخان کے رہنما کی دوست کو
 (اسی - سان - اے) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

زندگی کا عذاب

جہالت کے مطابق اپنا دھارم کا قلمدان کر کے بھیج دیا ہوں، میری قصور بازی انہیں۔ اگر تو میری سمجھ جہاں ہوں تو عاقبت کو بچنے نہیں صاحب کہہ نہیں سکتا کہ کسی وقت مجھے کیا ہو چکا ہے۔ اس کی اگر تئیں سرزد ہوتی ہیں کہ لحد کو چھتا ہوں۔ آہ میری زندگی میرے بے طراپ بے مانی ہے۔ نہ کہ شخص سے کھاتے پیتے گھر سے کافر ہوں۔ کہ چیز کی کی نہیں ہے۔ خود کو رو پارنی شعور رکھتا ہوں لیکن ایک جہرت انگیز مسند واقعات میں پھنس گیا ہوں کہ لون کا بھی نہیں حرام ہو گیا ہے

دور رس کا آرام گی۔ یہ ایک بڑا فائدہ ہے جس کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکتی۔ کوئی وجہ ہوگی سبب کوئی حقیقت کہ جس میں نہیں آتی۔ جناب والا! ایک ہم عصر اور واقعہ ہے کہ تینوں اور داستانوں میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ اس حقیقت کی وجہ سے اس حقیقت کی وجہ سے اس حقیقت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میرا لی کر کے ان لکھنوں سے نہایت دلا دیتے۔

مرحوم خالد زاد بہن

بہت بچپن میں میری مٹی (پ)۔ بے ہوگی تھی۔ (پ) میری خالد زاد بہن تھیں۔ اتفاقاً وہ ہے کہ میں اس کے ساتھ بچپن میں بھر شوق تھیں، کرتا تھا۔ وقت گزرتا رہا اور ہم صداقی آباد سے ترک سکونت کر کے احمد پور شرقی چلے گئے اور ان لوگوں سے جدا ہوئی۔ میری سارا خان پور میں راضی تھیں (پ) کا چاہک وہیں فوت ہوئی۔ میں نے (پ) کی وفات کی خبر سنی کہ خدا شام ہے کہ کوئی خاص رنج یا افسوس نہیں ہوا۔ درحقیقت اس وقت مجھے کسی مزید قرب کی سوت کی بھی ضرورت تھی کہ اندر زوی نہ تھا۔ پھر بھی کسی بھی ایسا ہوتا کہ (پ) کی یادداشت سے آتی اور مجھے وقتی طور پر منت ہے بہن کر جاتی۔

اے مظلوم کل عید والدین
تجہری یاد ہو کر رو گیا ہوں

بچپن گزرا، بچہ کی ساری اور میری بہت ساری دھواں دار بہن سے ملے ہائی (پ) کی سوت کو سالہا سال گزر چکے تھے اور میں وہی کی دور افسوس میں ہوں اور لکھنوں میں ڈھونڈتا چلا جا رہا تھا۔ تاہم یہ بات کہ وہی ضروری ہے کہ ماضیوں زاد بہن سے منگنی ہو چکے کے بعد مجھے بڑے مرحومہ محبت (پ) کی یاد بکھیرا دہلی آئے گی۔ ایک روز طبیعت سخت بھیجی تھی۔ میری بھی کافی تھی۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھتا تھا۔ ایک لمحے احساس ہو گیا کہ میرے علاوہ اس کمرے میں کوئی اور بھی موجود ہے۔ آنکھیں کھولیں تو کوئی بھی نہ تھا۔ پھر بھی احساس شدت کے ساتھ ہوا کہ کوئی تازہ ہوتی کرے میں دھس ہے۔ بے چارہ دیکھا تو ایک لڑکی (پ) کی ہم شکل

میلہ لباس میں بیٹوں ماسے کڑی ہے (پ) اگر ہوئے اگر چہ تھوڑی سی عمر اس کے چہرے کے خدوگان ذہن میں تارہ تھے۔ یہ واقعہ آوی گئے ہوئی کر دیے کے لئے کافی ہے۔ خاص کر میں تو اس قسم کے ہر امر اور واقعہ کا مقصد ہی نہیں کر سکتا۔ مگر خدا جانے اس وقت مجھ میں اتنی قوت برداشت کہاں سے آئی تھی کہ میری روح میرے سامنے تھی اور میں اسے برابر دیکھے جا رہا تھا۔ دیکھے جا رہا تھا اور داخل تھی کہ ہر بار دیکھے جاؤں۔

عفو بقدر ذوق نظر دیکھتے رہے
کیا دیکھتے ہم ان کو مگر دیکھتے رہے

میں اس سحر کو ہوا کی تو نہیں کہہ سکتا۔ البتہ حیرت انگیز سرور کہہ سکتا ہوں۔ شاید میری کے ہر دور میں پیٹے پیٹے ہو گیا۔ تاہم اطمینان خاص میں کوئی کی نہ آئی کا ایک (پ) نظر سے اور مجھ ہوئی اور میں اپنے مقام پر چکا چکا رہا ہی رہی ہو کر رہا گیا۔ اس کے بعد یہ معمول بن گیا کہ (پ) کا شوق میں وہیں رہا۔ میں نے آتی اور چند لمحوں کی دہرہ دہری کے اندر نظر سے اور مجھ ہو جاتی تھی۔ یہ واقعہ واقعہ ہی۔ ہر جگہ جان کر اس میں سوچا بھی نہیں سکتا کہ یہ سب کچھ وہم اور حس ہے۔ ہر دور سے تیرے ہر دور میں روح کا تصور ہو چکا اور پھر ایک نظر اس سے غائب ہو گیا تا کہ اس نے وہی دور کے کل اسے کی طرح قرب نظر لکھتے رہیں۔ بعد ازاں چند

قبرستان میں

میں اکثر صدف آباد سے مال بردارک سے کہ جاتا ہوں اور وہی پر دل میں آتا ہوں۔ سنی فائدہ یہ ہوا کہ میں حجاز پر آؤں گا۔ یہ عرض کر چکا ہوں کہ میری خانہ خورشید میں راضی تھی اور وہیں اس کا دفن ہے۔ قبرستان شہر چاہنے والی سڑک پر واقع ہے۔ وہیں سے اکثر آؤں کرتا ہوں چلا جاتا ہوں۔ یا اس طرح کہوں کہ کوئی قوت کشاں کشاں مجھے قبرستان لے جاتی ہے۔ اس قبرستان میں ایک قبر ہے اور وہ قبر میری منزل گاہ ہے۔ قبر کے سر پر چائے کا بیٹھا ہوں اور پانے کی کپڑا رہتا

ہوں۔ اس وقت جوشِ احساسِ باطنی نہیں رہتا۔ ایک عام سے خودی چھاپا ہوا ہے۔ جب سے خودی دور ہو جاتی ہے تو قبر کو سرا کر کے غائبِ رنجش پر آ جاتا ہوں اور سادگیِ رات وہاں گزار کر لوٹ آتا ہوں۔ رئیس صاحب! میں رات کو ایک مرتبہ اچھو ہر جا رہا تھا۔ میرے پاس کافی نقدی تھی۔ جب غائبِ رنجش پر گامی لڑی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی ان دیکھا دکھا مجھے ملے۔ باہر چھکا رہا ہے۔ میں نے بہت خوشی کی کہ سڑک تاجم پھوڑا کر ہم پورے اتاروں میں گھسیں۔ قوت نے مجھے بے بس کر دیا اور جب یہی کسی عام میں گاڑی سے نزل کر نکال دینے اور ہر پادوں کی طرف ہال کھڑ ہوا۔ رات کے دس بجے ہوں کہ میں اسے اپنے آپ کو قبر خان میں پڑا۔ خدا کی قسم میں اسے پاؤں پر چال کر وہاں نہیں کیا تھا۔ بلکہ کوئی دھمکی دے گیا تھا۔ چاندنی رات تھی اور قبرستان پر سناٹا چھاپا ہوا تھا۔

فروج ماہ ہے اور مقبروں پر
لوہ کی چاندنی چٹکی ہوئی ہے

میں نے دیکھا کہ (پ) کہاں موجود ہے۔ یہ پیدائش تو کس نے مجھے قریب آنے کا شکر کیا۔ اس سے پہلے یہ بتا کر دے دوں کہ یہاں تو کچھ چھپا ہے۔ چھپا چکی رات تھی۔ میں نے اعتبار (پ) کی طرف سے دیکھا کہ وہاں کچھ نہیں۔ صرف ایک دیکھ کر سنا کہ یہاں کچھ ہے۔ ایک صاحب نے کہا۔

جان نہیں کر سکتا کہ اس طاقت کا دل پر کیا اثر پڑا۔ خوش قبرستان سے ٹوٹ آیا اور رات کے ایک بجے شہنشاہِ کچھریس سے گھر آ گیا۔ رات کو بہت تھکا ہوا تھا اور یہ مسئلہ کی دن چلا رہا۔ بخار کے دوران میں ہی رہے (پ) نظر آئی وہ دفتر پر باروڑا سے لگی ہے۔ عدالت کا یہ مسئلہ پانچ مہینے چلا۔ یہاں تک کہ اگر ان لوگوں نے جواب نہ دیا تو لیکن ایک ایک طرح پر بنا شروع ہوا تھا اس طرح اپنے ایک آکر یہی دور میں چکا ہو گیا۔ رئیس صاحب! یہ صورت ہے کہ اگر میں اسے لیتے میں ایک آدھ بار دیکھ کر خودی تو اس ہو جاتا ہوں۔ دل بہت پر سوز ہو گیا ہے۔ اکیلے میں چھپ چھپ کر روتا ہوں۔ حتیٰ کی بھڑاس نکالتا ہوں۔ روتے ہوئے کی مرتبہ (پ) نظر آئی۔ اب

صورت یہ ہے کہ کاروبار میں کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اپنے قصورت و طیلت میں ڈوبا رہتا ہوں۔ جسمانی صحت ٹھیک ہے۔ ذہنی باتیں سکون کا تاب ہو گئی ہے۔ والدہ میری حالت سے سخت پریشان ہیں۔ کسی کام میں بھی نہیں لگتا۔ حتیٰ چاہتا ہے مگر کچھ چاہتا ہے معلوم نہیں ہے۔

ہے مرے عالمِ افکار پر غالب کوئی شخص
مگر اس شخص کا کیا نام ہے معلوم نہیں

شمیم مرحومہ

چند سال قبل جھنگ سے ایک دوست نے یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ

آپ کی رہنمائی کرتے ہیں کہ مرنے والے سے دور روایات ممکن ہے؟ بہت سے حضرات سے میں نے یہ سوال پوچھا جس سب نے مجھے چل کر ارادہ۔ وہ آپ کے دوست (مشہور) کا نام نہیں (ایم جیس صاحب نے) قبا کا قاعدہ مخالف اڑایا۔ میں نے جھنگ دے دست کو جواب دیا کہ آپ نام وہ قاعدہ کہہ کر بھیجیں تو کوئی رائے قائم کروں۔ وہ قاعدہ میں نے اس حرمِ تحریر کیا کہ میں والدہ سال قبل اس کا دور کی ایک بڑی جسم کو لٹوں پڑھا تھا۔ ہم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے اور شادی کے بعد فرار ہو گئے۔ پھر مجھے ان دور سے ترک سکونت کرنا پڑی اور میں جھنگ چلا آئے۔ پھر مجھے یہ خبر ملی کہ وہاں ایک صاحب نے ایک صاحب سے کہیں کے اور شادی کر لی۔ میں اس سے وفائی اور عہد شکنی پر مشرعوں ضرور کہتا ہوں مجھ پر ایسا نہ کرنے کا! سب شہم کا حصول کیوں ممکن تھا۔ وہ بھی ان روایات نہ تھیں وہ میں بکڑی چاندنی تھی۔ تمام مجھے عزتِ اب کرنا پڑے کہ شکستِ عہد کی جتنی دھجھ سے ہوئی تھی۔ قصور شہم کا نہ تھا۔ میرے شادی کے بعد زنی اڑتی قبر میں کہ شہم جب وہی میں چلا ہو گیا ہے لیکن اتنی محبت کہیں بھی کسی کی عبادت کو چاہتا ہوں وہاں خوش و ناخوش وقت گزارنا سب آپ وہ واقعہ سنئے جو مجھے دانت بٹانے ہوئے ہے۔ میں ایک روز کرے میں سو رہا تھا کہ پچھلے ایک شخص کی روایت کہ شہم میرے بار کوڑی ہے۔ جہان کی یہاں شہم کہاں؟ میں غصہ عام حیرت میں غصہ تھا کہ شہم کا جس عہد میں نہیں ہو گیا۔ عزتِ حیرت کہ

ممتاز شاعر چاندرا کی زبان سے کہا یہ واقعہ ہے کہ پہلے بکلی کا آگرہ میں ایک لڑکی پر
حق تعالیٰ جس کا عجیبہ کنوینینٹ تھا، وہ لڑکی کو جو چنانچہ سماج کی طرف سے سخت تشویش اٹھاتی
تھی۔ ایک روز نصف شب کے قریب لڑکی کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ اس کا عجیبہ عجیبہ صحت مند
کمرے کے دروازے میں کھڑا طور اس کی طرف تنگ رہا ہے۔ لڑکی حیران کہ یہ کئی شہید پناہی
کے عالم میں کھنکھاتے آگرہ کی طرح آگیا۔ لڑکی کو اپنے منہ سے پتہ چلا کہ یہ اس نے عجیبہ
کا نام ہے کہ آدھ روٹی تو اس نے گردن باندی ایک کدو دیا، کدو کیاب جو دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔
لڑکی باہر کی طرف دوڑی کہ اسے تلاش کرے مگر وہ اسے بھی نہیں مل سکی، لیکن میں اتنی بکراتے واسے
کا نشان کبھی نظر نہ آیا۔ مزید حیرت ہے کہ رات میں ہوش کا دروازہ و قفل کر دیا جاتا ہے۔ کسی کو باہر
نکلنے یا اندر آنے کی اجازت نہیں دئی جاتی ہے۔ وہ یہ بتیڑ دی کہ لڑکی نے ہوش کے چہ کھوار
سے در پخت کیا کیا کرتے کسی شخص کو اندر آنے کی اجازت دی ہے؟ اس بچہ رے سے انکار کیا
کہ رات میں کبھی دروازہ کھلا ہی نہیں۔ آخر لڑکی مایوس ہو کر اپنے کمرے میں لوٹ آئی مگر تنگ
اس کے ذہن میں رات کے واقعے کی کشش رہی۔ دوسرے روز کدو کا کھل رات نکلا اس وقت اس
کے عجیبہ کافالہ ہو گیا ہے۔

ایک تیار کردہ شے تیار ہو کر۔ جب دوسرے جو شخص ہوتا کہ کوئی عورت ان کی نقل میں نہیں ہوتی
ہے۔ آنکھ کھلی تو کوئی نظر نہ آیا۔ یہ واقعہ حیرت انگیز تھا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو انہوں نے
ذکر کیا۔ چہ چاہا کہ تعجب سے نقل اس کو انہوں میں کدو عورت کا نقل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس کو راز
میں بچتے لوگ آکر یہ انہیں بھی خبر ہوئی۔ انہوں نے کھنکھاتی سے سکوت تبدیل کر دی۔

بڑھاپا کی آغوش

ان واقعات اور مشاہدات کو پڑھتے ہوئے ارادہ یہ سوال آپ کے ذہن میں پیدا ہوگا کہ حیات
بعد الموت (مرنے کے بعد جینے کی اہمیت و حقیقت کیا ہے؟ کیا جسم پر موت کا طاری ہونے کے

پہلو سے پہلے عالم بیداری ہے

دوسرے روز دوپہر کی ڈاک سے خط ملا۔ یہ قسم کی نہیں تھی۔ یہ سچا تھا اور اچھا۔ رات کی قسم
کہ شہر چپ دوش ہے جائز نہ ہوگی۔ خط پڑھتے ہی لاہور روانہ ہو گیا۔ شہر کے گھر پہنچا اور اس کے
بھائی کو سنا تھا کہ کہ قبرستان کی تحصیل میں پانے کی ضرورت نہیں۔ شہر کی قبر پر چکر میرا کیا
جائے ہوا ہوگا۔ مجھ پر کیا قیمت گزری ہوگی۔ اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ بہرحال پڑھ کر
اور اس کے حوالہ کی ذرا سی خاک کے گرد و پیش جنگ لوٹ آگیا۔ جنگ کی رات میں بھر
کسی وقت میری آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ شہر کے میں سو جا رہا ہے اور ایک جھٹی ڈھواؤں خوشبو سے
خوار کا وہک رہی ہے۔ شہر کو زندہ تانہ داسے سامنے کیے کر حواس جواب دے گئے۔ محل رخصت
ہو گئی۔ کیا یہ صرف وہم تھا۔ جی نہیں۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ شہر ہر جہہ کو شہر نے وراثت بیکر
میں دیکھا اور حلقہ عرض کر سکتا ہوں کہ اس کی دلف جہر کی خوشبو کھنکھاتی ہے خوشبو کرے میں صبح
تک بھٹکتی رہی اور میں رات بھر کمرے میں بیٹھا رہا۔ پھر جمرات آئی اور میرا اس کی بدستانی گئی
۔ خوب میں دیکھا کہ شہر آئی ہوئی ہے اور میں اسے پہنچنے پہنچ کر دیکھ رہا ہوں۔ وہ بھی میری
خوش میں کھلی جاتی ہے۔ مجھ میں ہلائی جاتی ہے۔ اس کے ہاتھ

مرچو

لوئی ہم نے ہندوستان کے راجہ کے ہاتھ سے۔
اپنے کھمبے چاہے کہ کبھی پتہ نہ ملے۔ خوار کا وہک رہی ہے خوشبو کھنکھاتی ہے اور میں اسے

لو۔

شہر صبح نہ چنے کہاں سے آئی ہے

مجل رہی ہے لہذا میں اس اجنبی خوشبو

بچس صاحب ایہ کیا امر ہو گیا۔ یہ کیا شہر ہے۔ کیا ایسا ہونا ممکن ہے۔ میں نے جواب دیا۔
کہ جی ہاں ممکن ہے۔ اس کا نکات میں ان نکات کا تاجات موجود ہیں۔ آپ افسوس نہ ہو کہ کچھ کر
محل سے یہ کیوں بھٹا کرتے ہیں کہ وہ اس کی شہر کرے محل سے چاند کی کس چیز کی شہر
کرتی رہے۔

فقد تهاور بقیۃ نادواری اٹھنے یا جاگ اٹھنے کے بعد اس نے جو کچھ بیان کیا وہ دوسری نین کی رنگ بازی ہے۔

میں سو کے بیان سے کس نتیجے پر پہنچا ہوں؟ اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ شب بکو پر کٹا ہری موت طاری ہوئی تھی لیکن اس کے گھس کا ایک حصہ صبح صلاست اور برتر رہا۔ یعنی وہ ایک بے خبر، بے سواد، بے کار خیز کے عالم میں غرق تھی جسے صرف موت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ آخر خیز موت کی پھولی کھل ہی رہی ہے۔ اس کا لہجہ بھٹی کے عام شمس کوئے اپنے علم کے مطابق خواب دیکھنا شروع کیا۔ اس کے اشعار میں موت اور بعد الموت کے بارے میں جتنے تصورات موجود تھے وہ سب اس نے خواب کی شکل میں ابھرے۔ مثلاً جنت (ایک خوبصورت جگہ ہے جہاں ہمیشہ ریتے کو چاہے) کا تصور، فرشتوں کا تصور، عالم نور، چکر عرش الہی اور عرش الہی پر خدا کی مہمان کے ہمارے نشست (ازحول ولاقوۃ)

تصور کی تصور ہے وہ وہ ہے کہ جتنی ہو

در بحر حیرانوں ولاقوۃ یہ کہ خدا کے پیرو میں "خدا" بھی چلا کر نہیں۔ یہ سب بکو کے لاشعوری تصورات تھے۔ اب یقیناً انھیں پیدا ہو گیا کہ اس کے بازو پر خم کیے گا؟ اس مسئلے میں ہم غریب خواہ (مذہب) کے اندر پہنچنے کے لیے کئی نئے کے کام میں مصروف تھے۔ یہ تو یہ تھا کہ جانتے کہ تھام سے اسے کلاں جسے میں قائم ہو رہا تھا۔ بشرطیکہ وہ بھولنے کے بل بوتے پر اس تڑپ کی چوٹی میں نظر آجائے تو اس حصہ پر زخم وارد ہوا ہے گا۔

انمارہ ہے کہ بکو پر گہری خوشی نیند کی طاری ہوئی۔ اس بے خبری کی حالت میں اس نے اپنے کو خود مشاہدات بعد الموت (مرنے کے بعد جو کچھ نظر آئے) کی ترغیبات دیں۔ مثلاً فرشتے، خوبصورت عورت، نورانی دور، چکر خدا کے سامنے حاضر اور چکر مرے لطف کے خدا کے پہلو میں خدا کی موجودگی۔ اس کا عرش سے پھینکا ہوا چکر اس کا ہوش میں آنا اور زمین پر گر کر رمی ہو جانا۔

یہ تمام تر حیات (یعنی) بھگتے خود کو دی اور خودی ان ترغیبات پر چل گیا اور پھر وہ وحش میں

آگئی۔ اس عالم میں کہ زخم اس کے بازو پر موجود تھا۔ اگر ہم بکو کے مرنے کی عقلی تو جہد کرنا چاہیں تو بیکو کی قسم کی کوئی وجہ قائم کرنا پڑے گی اس تو محض حاضر اور ح کے بارے میں ہوسری تھا۔ اس مسئلے میں متعدد معضلات سے تجربات و مشاہدات پیش کیے جاسکتے ہیں۔ مزید تجربات کا مطالعہ ہوں۔

نارنگی سے لپے (مظفر آباد، آزاد کشمیر) لکھتی ہیں کہ

وہ ہے میں

ایک اور مسئلے میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے مسئلہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے ہمارے انکوٹے پہنائی (جو بہت دن سے راپا رہی) کا سراغ نکالنے کے لئے ایک ٹکڑی مرشد ہرالا دین ہار مارا کاٹی ہوئی۔

وہ ٹکڑی اس طرح شروع کرتے ہیں کہ ایک کھٹے کا گلاس پانی سے بھر رہے ہیں اور اس پر ایک تیل سے بھرا ہوا کاغذ رکھتے ہیں جس کے دو میدان میں پانی کا کول دھرا ہوتا ہے اور آس پاس کچھ لکیری ہوئی ہیں۔ پھر ایک لڑکے سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس دکر سے دھبے کو چمک بھجواتے پھر مسلسل بکھارتے ہیں۔ پھر عرض کر دیا کہ کس لڑکے کو معلوم ہو گیا ہے؟ (یعنی اس وقت جبکہ لکیری کاغذ سے کچھ لکھ لکھا جاتا ہے) اس سے ایک دن پہلے ترک ترغیبات کے علاوہ اور اس کا استعمال بھی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی چوبیس گھنٹے کے دو گشت اور اس چار کے نزدیک بھی نہیں چسکا۔ بس معمول (بچے) کو گلاس کے سامنے ٹھہرا دیا جاتا ہے تو حال کچھ پڑھنا شروع کرتا ہے۔ پھر وہ بچے سے سوال و جواب شروع کرتا ہے کہ پچھان کرنا شروع کرتا ہے کہ

مجھے ایک میدان نظر آ رہا ہے (یہ سب کچھ حال کے بھٹو پر ہوتا ہے۔ اب حال صاحب کہتے ہیں کہ انکوٹے سے میدان میں چکر کا ذکر ہے ہیں۔ پچھتاوا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کئی سال پہلے چکر کا ذکر ہے۔ پھر حال کے کہنے پر فراموش کو ہوا جاتا ہے اور فراموش کو نگہ دیا جاتا ہے کہ وہ عرش چمکے۔ یہاں کئی کاغذ تھک دیاں حاضر کرے۔ معمول کو دھبے میں سب کچھ نظر آتا ہے پھر حال کی

چیت کرتے ہیں۔ (چلا بھٹ اور اوپر چڑھ کر اٹھیں اس سے ملنا جتنا ہے، اتنا ہمارا بیان کرتے ہیں کہ

چند روز قبل حاضرت ادرارح کی محفل میں بڑی حرکت کے ذریعے کسی روح کی آمد کا علم ہوا۔
ادارہ کا تھوہ ہے کہ پہلے کچھ پڑھتے ہیں (یعنی قرآن مجید کی آیتیں) پھر کچھ کہتے ہیں کہ اگر کوئی روح
اگر سے گزری ہو تو میری حرکت دے۔ جب میری خود میری حرکت کرنے لگی ہے تو یہ چل جاتا
ہے کہ کوئی روح آگئی ہے۔ پھر معلوم کرتے ہیں کہ کون ہے۔ ہم یہ امر نہیں کرتے کہ لا محالہ
فلان اور فلان روح آئے۔ اور یہ یہ دیتا ہے کہ اس طرح ذرا بتائی جانے سے روح کوئی
تکلیف محسوس نہ کرے۔ اس اور سے گزرنے والی کوئی روح خود بخود آجائے تو ظاہر ہے کہ وہ
بخوش آئی ہے۔ پھر ٹھیک آئی۔ اس تو چند روز ہوئے کہ حاضرت ادرارح کے محفل میں میری بیوی کی
روح نکلا ایک آگئی (میر کی حرکت کے کچھ شمارے مقرر کرتے جاتے ہیں اور ان اشاروں کے
ذریعے ہوس و جناب کے جاتے ہیں) اور ہر صبح میری روح نے نکلا ہے کہ روحوں کو کبھی بکھار جائے
لیجئے میں کوئی ہرج نہیں۔ اس میں انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ پیچھے دلوں ایک روح آئی۔ اس
سے کہ کہلاں روح کو چڑھ دیتے مقرر کیا گیا۔ مقررہ وقت پر مطلقاً روح حاضر تھی۔ اسی طرح
ایک دوسری واسطے سے اس وقت چار روز کے اور شیے روحوں کی روحوں کو بلایا گیا۔ ایک ہر
کی حرکت ملک جاکے تو مجھ کو یہاں پہنچے کہ اس کو ایک لکھنؤ کے ایک شخص نے اس کی حرکت
یہ پیام ملتا ہے کہ کشاب جانا چاہتی ہوں۔

آپ کی مصروفیت کے لئے عرض کروں کہ ہماری ڈیوٹی میں ہر حضرات کو ایسی بھیجی
خوشبو آئی ہے کہ روح تک محک جاتی ہے۔ کئی روحوں نے بتایا کہ ہم بابر اپنے ساتھ مگر اس
میں جاتے رہتے ہیں اور پھر اس کے حوالے کے سال سے قافل نہیں رہتے۔ یہ بھی بتا دیا ضروری
سمجھتا ہوں کہ ہر روز محفل پڑھ کر اس کا ٹوبہ تمام دوستوں اور شیے و رواں کی خدمت میں بخش دینا
ہوں۔

کر، حاضرت کی خدمت اور احوال کے بارے میں ڈاکٹر غلام بیہی نے برقی ڈاکٹر کرگن کے

حوالے سے لکھتے ہیں۔

1908 میں مجھے خیال ہوا کہ اس کا اتفاق ہوا۔ وہاں مجھے بتایا گیا کہ ایک عورت جو ساہیہ کوٹھ
میں نہیں صوفی شمس اختر آئی تھیں۔ چنانچہ میں چند اور اصحاب کے ساتھ اس سے ملنے گیا۔ اس نے بتایا
کہ وہ بھی اساتذہ میں ہر وقت گھری رہتی ہے اور اس کے کمرے میں ہمیشہ ان کا کھانا ہوتا ہے
۔ ہم نے کہا کہ میں بھی دیکھنے چاہتا ہوں کہ یہ کمرہ کس کے کمرے میں رکھی گئی۔ اس نے کہا کہ یہ
ہر وقت کی تجویزی ہی دیر کے بعد ہر دن سے ایک گز ملد ہوگی اور پھر بشتہ ہوتے آگئی۔ اس
کے بعد میرے ساتھ رہا کہ وہاں کی جو خود کو دیکھتے لگا۔ یہ سب قلم ہوا تو میں نے اس کا بیان نظر آئے گئے۔
ایک میرے قریب آیا۔ میں نے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ اس کا ہاتھ میری گرفت میں نہیں ہو گیا

حاضرات ادرارح کی نقشبت عوام شام کے بعد ہوتی ہیں جس میں دس سے لے کر چند افراد تک
مشارکت ہوتے ہیں۔ روزہ کی تم کر دی جاتی ہے۔ سارا پھیلارہے جاتے ہیں۔ ہر صبح کے گیت گائے
جاتے ہیں۔ اس کے بعد ادرارح کو طلب کرنے والا آدمی ایک کرسی پر بیٹھ کر انھیں سنا لیتا ہے اور
انہی کی توجہ عالم رواں پر مرکوز کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کے خود ہی ملتی ہو جاتی ہے اس عالم
میں کی ایک کرسی پر بیٹھ کر اس کے ساتھ آواز ملتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد اس کا ایک لکھنؤ کے ایک شخص نے اس کی حرکت
سوی تحریک کا موازنہ کرنا اور اس کا مصنف ایڈیٹر کی شریک تھا۔ وہ اپنی کتاب The Pathhand The Masters میں لکھتا ہے کہ

کر، حاضرات ادرارح میں اشیست کے وقت ایک پارسی کی روح آئی۔
اس سے حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

آپ کون ہیں؟

میں فلان پارسی ہوں۔

آج کل آپ کہاں ہیں؟

میں عالم ادرارح کے پست ترین طبقے میں بیٹھ رہا ہوں۔

کے بعد اس کو سونے سے تیار کیا کہ شش سونے دو یکساں دفعہ تہی کی سیر سے سامنے ہے اور دوسرے درک سے گزر کر جو ہوا آتی ہے وہ خوشبو کوں سے لدی چھندی ہوتی ہے۔ شش کا بیان ہے کہ اس نے روضہ مبارک کی جاییوں کو چھنے کی کوشش کی اور نقاد میں چمکدہ روضوں میں کھلے کھلے گدڑ خوشاں پایا۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کا جلوہ نظر آیا۔ دیکھا کہ دو چھپرے سمیت بیت اللہ کا طواف کر رہی ہیں۔

بچے پہلے خوشبو کے جود سے معشرے میں جا چکے تھے۔

خدا ہمارے چہرہ کی دواں کے لیے تیرے حیران ہیں کہ یہ بھری خوشبو کیم کہاں سے آتی ہیں۔

ہوائے صبح نہ جانے کہاں سے آتی ہے

مجل رہی ہے نقاد میں اک دھن خوشبو

نذیر صاحب کی ایک سہ ماہیچہ ہفت روزہ (شیش) ہے اور شیش کے معنی خوشبو کے ہیں۔

شیش گل ایسے سڑکے کو کہ اس آتی ہے

یہ تو شیش گل سے چلی کہیں کے لئے؟

ہاں تو یہ خوشبو کہاں سے آتی ہے؟ آج سے اس پر بھی غور کرتے چلیں ہم جتنے معمولی ذمیر معمولی

تجربات سے دوچار ہوتے ہیں ان کی اور قسمیں ہیں۔ ایک واقعہ اور تجربہ۔ دو روز باہر بیٹھ آتا ہے

دوسرا واقعہ دو روز سے اندر بیٹھ آتا ہے۔ کھانا کھانے کا پھوس سوکتا ہوں جس کا خوشبو

ناک کے زون سے آتا ہے۔ کھانے کے بعد اس خوشبو کو گھٹنے والی کپڑوں سے سون لیتی ہے۔

دماغ تک آجاتا ہے۔ دوسری خوشبو وہ ہے جو دماغ کی ہر دلی دینے کے سیر سنگ بیتا ہے۔ اس

اندرونی خوشبو کے لئے کسی گلاب کے پھوس یا عطری کی شیش کی ضرورت نہیں ہے۔

مقام جاں مطہر جس کی بوئے دینے سے ہے

نہیں معلوم اس صفت کا بہت کس وطن سے ہے

روایت ہے کہ حضرت محبوبؑ نے ابراہیمؑ سے حضرت علیؑ علیہ السلام کی خوشبو گھٹائی تھی۔ ایک

خوشبو وہ جس کے سر پر شیش پر کرنا پڑتا ہے۔ دوسری خوشبو وہ ہے جس کی اصلیت نہیں سمجھتی

کہ کدھر سے آئی اور کہاں چلی گئی۔

دل سے یا گھٹاں سے آتی ہے

ان کی خوشبو کہاں سے آتی ہے

انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ جو خواص قدر کے معروضی (جودنی) تجربوں کو بیرونی

دفعات اور شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہیں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو بیرونی تجربوں

سے زیادہ نفس کے اندر دھونے والے واقعہ سے دلچسپی رکھتے اور ان کی میں فرق نہ پتے ہیں۔

انہیں گلاب کی خوشبو سو گھڑی کرائی خوشبو محسوس ہوتی ہوگی۔ جتنی خوشبو کسی محبوب کی یاد سے محسوس

ہوگی۔ اس قسم کے لوگوں کو نفسیات کی اصطلاح میں واسطہ یا Medium در معمول حساس یا

Sensitive کہتے ہیں۔ نفسیاتی معمول حواس کے اعتبار سے معروضی Objective سے زیادہ

معروضی یا Subjective ہے۔ جسکی آواز کے متعلقہ میں غور سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ کسی شخص کے

موضوعی یا معروضی ہونے کا انحصار دماغ کی ساخت پر ہے۔

آواز کی گارانت کیا جاوے گا اور کتنا بڑا گھوٹا ہے۔

ہم میں معرفت کرنا کہ پر تجھ زواج

صداں پر سے آتی کہ آتی کہاں

ایک شخص کا معاملہ ہے اس کی طرف سے اور اس کی طرف سے ان دونوں میں سے کہ

دماغ انھیں محسوس جڑوں کا ایک ایسا آندہ ہے جہاں آواز ان خود پر قرار رکھتا ہے۔ ایک ایسا ایکٹو

نیمیکل پلانٹ ہے جو 82 ہزار میل لمبے رنگ جنوں میں توانائی کی مقدار میں پھیل رہا ہے۔ دماغ

کے کروڑوں دماغ متعلیٰ دو سو ملین سے زائد ہیں۔ دماغ ایک ایسے فنی فنی نظام کی

حقیقت رکھتا ہے جو ہر سال فنی اور معرک کی دوا ہانگ کے بغیر کام کر سکتا ہے۔ یہ دماغ کا

کام بھی کرتا ہے اور غور و فکر کا بھی۔ اس کا کام کرنا زیادہ کرنا بھی ہے۔ دماغ کرنا بھی ہے۔ صرف

یہی نہیں دماغ اور بہت کچھ ہے۔ ہر مرکز حکومت ہے پارلیمنٹ ہے پارلیمنٹ ہے پارلیمنٹ ہے پارلیمنٹ ہے

ہے نہیں کا قاعدہ ہے نہیں ٹی

تکبیری ہے، کتب خانہ ہے، قیصر ہے، ارشد گاہ ہے، مشعل کا ٹکٹ سسٹم ہے، پکیرل ہے، یہ تو ہوا

مرچو

اس کی مانند ان کا بیان۔

میں عرض کرتا ہوں کہ انسانی دماغ کیا کیسے؟ یہ عقل ہے، منکر ہے، نجوی ہے، مہندس ہے، مورخ ہے، شاعر ہے،ادیب ہے، مانند ان ہے، صنعت کار ہے، ناظر ہے، سیاست دان ہے، مریض ہے، صحت ہے، حاکم ہے، محکم ہے، ملا ہے، دہلے ہے، مگر ہے، دیر ہے، تجربہ ہے، کافر ہے، بظہر ہے، خدا پرست ہے، خود پرست ہے، احمیت پسند ہے، مادہ پرست ہے، صالح ہے، موجد ہے، احمق ہے، عقل ہے، شیطان ہے، فرشتہ ہے، ماہر کن ہے، بزدل ہے، اناجی ہے، حق ہے، غرض کہاں تک انسانی دماغ کے امکانات کے بارے میں گفتگو کروں۔ ہوں گئے کہ جو کچھ ہے دماغ

مرے شعور کا حرقاں کے نصیب کہ میں

مرکب دور اول ہوں 'ماتے آ یا ہوں

نذر ہر چہ چوری کی، یقیناً حیات (ش) کا دماغ ضروری جس رخ پر کام کر رہا ہے وہ غامض روحانی وادنی رخ ہے اور بقیہ اس رخ پر چلنے کر انسان خوشبو سے دماغ سو گئے تھا ہے۔

مرے دماغ کی خوشبو اس کی بو سے بکن سے گئے

اے مالکِ کل میرے والدین پیر
وہیم اسلام

نماہ (نواب شاہ) کا بیان ہے کہ

میر سے والدین نہ بچ نہ پڑی، ہر شہر و دیہہ سے ایشان پر نصیحت تھے بچپن سے مجھے یہ تعلیم دی گئی تھی کہ کسی قبرستان سے گزر دو اسلام ہی کہہ کر وہیں لے جاکر دفن کیا جائے گا۔ میر سے واسطے میں پہلاڑی پر تہجی، ایک روز یہ طے کیا کہ اس قبر کو مایا کروں گا۔ دوسرے روز تو دیکھا کہ قبر پر چند لوگ قافہ چڑھ رہے ہیں۔ غم میں سرسری طور پر گزر گیا۔ بعد پر قبر کی طرف سے جو گزرا تو قبر پر جا کر آہنگی کے ساتھ میں نے وہ صہ قبر سے کہا کہ اسلام ہی کہہ کر سے دم لے لے میں آواز آئی دیکھ اسلام سے متھے میرے ہوش اڑ گئے۔ دوسرے دن گئے۔ پیٹھے پیٹھے ہو گیا

اور کہا میں چھوڑ کر بھاگا کیا مر دے ہو گئے ہیں اس کا حساب یہ ہے کہ جوتے تو ہیں مگر ان کی آواز ہر شخص نہیں سن سکتا۔ ان کی خوشبو سے ہر دماغ جک سکتا ہے۔ البتہ جن کے حواس لطیف اور شعور کا درجہ بلند ہے وہ نہ لہو دماغ کو سمجھتے بھی ہیں چھوٹے بھی ہیں اور سو گئے بھی ہیں۔

بھئی اگلی آپ شش رخ کے تجربے کی تفصیلات پڑھ چکے ہیں۔ ش۔ ر۔ رخ کا بیان ہے کہ ان کی منسوب "پ" کی روشنی میں نظر آتی ہے۔ صہ یہ کہ داور کر سکتے ہیں کہ داور دو چار نہیں پانچ ہوا کرتے ہیں جس لحاظ سے ہم کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات ناقص تسلیم ہے کہ دماغ نظر آ سکتی ہے۔ تاہم ش۔ ر۔ رخ پتا چلتا ہے ہر صہ ہیں۔

میر سے دوست محمد امدادی نے ماضیات دماغ کے بارے "پ" کی روح سے رابطہ قائم کیا تھا۔ "پ" مرصہ نے ناظر ہیں۔ ر۔ رخ کا کچھ نام تھا، داور کوئی گفتگو نہیں کی ش۔ ر۔ رخ بالکل نوا پتی منسوب ہلی ملاقات سے اشدت زدہ ہیں کسی کام میں ہی نہیں لگتا۔ ہر وقت کھوئے گم ہے۔ ہر چہ ہے۔ میں سے اپنے دوست سے سوال کیا تھا کہ آخرو چہ ہے کیا ہیں؟ یہ کہ مرصہ سے رابطہ کر اور یہ کہ یہ پیر طبعی خلق قسم ہو جائے ش۔ ر۔ رخ نے اپنے تجربے کی حریف تفصیلات بیان کی ہیں۔ سمجھنے والے کہ

ماہنامہ امداد (اصول) 1976ء 7-1-1976ء --- امین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ میں صہ مبارک ہو۔ جناب کا ارسال کر دیا۔ میں ہر قارئین کو راجب دیتا ہوں کہ آپ سے چند سوالات کے ہیں۔ پیرا سوال یہ ہے کہ "پ" اس شکل میں لکھا ہوتا ہے۔ سو عرض یہ ہے کہ "پ" انسانی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔۔۔۔۔ فرق یہ ہے کہ آج کل کے ہر چہ دیکھا دیا ہوں ہیں بالخصوص کے کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس اس کی صہ ہوتا ہے کبھی خاک۔ اور کبھی دھواں، ہوتا ہے۔ (میں نے اسے کفن پرش نہیں دیکھا۔ اس کو دیکھنے سے ڈر لگا۔ البتہ جب وہ ایک عاب غائب ہو جاتی ہے تو خوف کا ہوا پڑتا ہے۔ یہ کہ میری خواہش ہے کہ "پ" میرے پاس آ کر نہ تاہم جب بات ہے کہ جب دیکھ دو روز گزر جاتے ہیں اور "پ" ظاہر نہیں ہوتی تو کبھی حد درجہ ادا ہو جاتا

دیتی ہے۔ یعنی وہ گوشت ہست کے بجائے زیادہ لطیف مہاس اور ذہینا ہے۔ البتہ رہتا ہی ہے جو قہا جیہ تھا۔ موت در حقیقت تبدیل مہاس کو کہتے ہیں۔

دیکھ اسے لباس تک و دور دیکھ کہ ہم
نگہ برائی سے کفن پش ہو گئے ا

دوسری دنیا میں بھی اسی وہی سوچتا ہے جو سوچتا رہا ہے۔ وہی کرتا ہے جو کرتا رہا ہے۔ الغرض قبر کے اس پار مہاس لئے دانی مخلوق میں اس کی ذاتی ماضیت اخلاقی اعتبار سے نہیں درآئے۔ مرنے کی قربت قریب وہی ذاتی ہیں جو مرنے پہلے لباس پہننے سے قبل اسے ہے قرار رکھتی تھیں۔ ”پ“ کی ذاتی کیفیت یہ ہے کہ وہ اب تک اپنے گوشت۔ ج۔ کی سمیٹ کر تھمتی ہے اور چونکہ ان کی کھن مروجہ کی موت کے بعد مازاد بہن سے ہو گئی ہے۔ اس لئے مروجہ کی بے قراری اور جذبات کے اضطراب میں شدت پیدا ہو گئی اس کے برابر ظاہر ہونے کا جب بھی یہی ہے۔ جس طرح اکثر انسان اس دنیا میں غیر قدرتی زندگی بسر کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسری دنیا میں بھی ”ایب“ مائل شخصوں کی کئی تھیں۔ ”پ“ عالم مثال کی ایب مائل لڑکی ہے اور اس مثنوی ایب مائل لڑکی کا نفسیاتی علاج ضروری ہے۔ آپ جہان ہوسا کے کہ

مرچو

ایب مائل کا نفسیاتی علاج

وقت پائی ہوئی نفسیاتی سریش کا علاج کس طرح ممکن ہے؟ عرض ہے کہ مردوں کا علاج بھی اسی طرح علاج پذیر ہوتا ہے جس طرح زندہ لوگ۔ علاج کے معاملے میں عمدہ اور مردہ یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ گوشت ہست کے جسم کی نیا نیا تعمیر بننے کے معنی یہ ہیں کہ نفس بھی تعمیر کیا۔ ”پ“ کے معاملے پر اس اعتبار سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مرد وہاں نورا سے سواں و حجاب کے سلسلے میں آؤ بیگ مائل کا جو کا جو کا جو کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ خود کا جو کا جو کا طریقہ ایک مرتبہ پر عرض کروں۔ گوشت تجائی میں جانیئے۔ آنکھیں بند کر کے ناک کے دونوں سوراخوں سے آہستہ آہستہ آہستہ آہستہ۔ مگر سے مگر سے مہاس خد کھینچے اور

اسی آہستگی کے ساتھ باہر کالے اس طرح سانس لینے سے آپ کے اعصاب پر ایک خراب میز کیفیت طاری ہو جائے گی۔ یہی ہے عروہ اور ذوب جانے کی حالت۔ سانس کا مکمل انکسالی بند کیا جائے تو اس کے فواید میں دل کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ناک کے سوراخوں سے مگر سے مگر سے سانس پینے اور خارج کرنے کے بعد کھولا جانے ہاتھ میں پکڑ لیجئے۔ سادہ کاغذ سامنے ہو۔ یہ تصور کیجئے کہ ہاتھ ہاتھ بالکل بے جان ہے۔ اس میں قطعاً عرض و حرکت اور قطعاً انقباض و دگر و ش نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ تصور کیجئے کہ ”پ“ آپ کے قریب ہے۔ میں لیکن ہے کہ اس تصور کے ساتھ ہی قسم خود آپ کے تصور اور اختیار اور ارادے کے بغیر ہی کاغذ پر پھٹے گئے۔ اور کوئی عمارت خور ہوئے گئے۔

فرض کیجئے کہ یہاں نہیں ہوتا۔ کلم کاغذ پر نہیں چتا۔ ہاتھ جوش میں نہیں آتا۔ اس صورت میں خود بے مقصد سوچنے کے بغیر کاغذ پر کلم چلائے گئے۔ بہت سے حضرات کا تجربہ ہے کہ بعض اوقات غریب مائل کرتے ہوئے انہیں احساس ہوتا ہے کہ ان کا ہاتھ کسی بادیہ طاقت کی گرفت میں ہے۔ اور ان کے کلم کو کوئی بادیہ طاقت حرکت دے رہی ہے اور نہ جانے کیا کھول رہی ہے۔ شجہ رخ خود کا جو کا جو کر دے۔ ”پ“ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ اس کی وصیت کیا ہے؟ وہ کیا کھولنا چاہتی ہے۔ کیا بیٹا سزا چاہتی ہے۔ میں لیکن ہے کہ ”پ“ اپنے آقا کے کی قوت سے آپ کے کلم کو حرکت دے رہی ہے۔ خود کا جو کا جو کر دے۔ آپ کے کلم کے کھولنے میں اس مائل کا طریقہ نفسیاتی علاج کا معمول اور ایک آسان اور اصولی ہے۔ خود کا جو کا جو کر کے ذریعے صرف و عدول کا نفسیاتی علاج ہی لیکن نہیں مردہ نفسیاتی مریضوں کی اصلاح بھی لیکن ہے۔ جس طرح سے خاک کی سم رکھنے والے لوگ ذہنی یا جسمانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس طرح حاصل نفس والے لوگ بھی مائل ہوا مرد سے بھی طرح طرح کی جذباتی بچیہ گیوں سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ ”پ“ کی نفسیاتی بچیہ گی کی یہ ہے کہ اس سے اب تک موت کی تبدیلی کو تو نہیں کھلی کیا۔ موت سے انسانی وجود میں صرف اتنی تبدیلی واقع ہوتی ہے کہ وہ جسم سے آواز کو کھس کھس بن جاتا ہے۔

لو کہ: تاکہ ایک لفظ ایسے نہیں ہو جسے (جب کہ مرحوم داخل ان چار تھا) ہمیں بے اثر شروع ہونی کہ وہ رات بھر قائب رہے گا۔ کیونکہ ہم ہی میرا لفظ چھوڑ کر تارو موسیقی کے قبرستان کے کونے پر چاک قائب ہو جاتا۔ تاہم چزار کو کشش کے بعد بشرطاً تاکہ رات ایب ہوا کہ پرس سے اسے قبرستان میں لے گا اور دفن سے میں لے جا کر بند کرنا میری کوشش نے کہ چھڑیاں والد صاحب نے کئی بار اسے کمرے میں بند کر کے تالے لگا دیئے۔ صبح دیکھا تو تالے کھلے چرے ہیں اور میرا لفظ قائب ہیں۔ وہ دروازہ از سر نو پر جاتا۔ دروازہ کھلا میرا طرفہ خوش ہو گا تاکہ ہمارا کبر و رقت باقی رہ سکے۔ تاہم قائبوں میں جاتا، اب اس عزم میں شرکت کرتا۔ سیاروں میں بڑے عشق سے حصہ لیتا۔ میرا لفظ کورس کہنے کے بعد جو بڑی جرأت پیدا ہوتی تھی۔ سو کہ۔۔۔ کا رطل ہوا کہ میرا لفظ کورس ایک لڑکے سے کچھ بڑے کچھ یاد اور کاغذ کا دو پر چھ اعلیٰ کیس بیٹھ دیا۔ بڑے پھر پھر تھا۔

تاجی اخوان نے مجھ پر انکسور کو کس مقصد کے تحت پہنایا ہے؟

[illegible]

اس نرے میں ۷۱ برس گھر کی یہ حالت تھی کہ روپے پیر ہوتا عجیب برکت کے دن تھے۔
 28 جون 1968 کو میں جس بچے ہسپتال کی کمانڈر تھی ملکہ ہے۔ ہاتھ کا کر دیکھا تو ملکہ کا دروازہ
 تک پہنچا۔ پتلا کوا کر سوالی گئی کہ ہم چند رو کے بہانہ ہیں شش فوج میں ۱۷
 مینگی جنیو سر پاپا تھ۔ میں نے عبد الحکیم کی یہ حالت دیکھی تو کہہ کر یہاں سے چلا دواد کوئی
 کام کرو دو سال سے اس نے درزی کا کام چلا دیا تھا۔ بیکار بچا تھا کھانا دارہ تھا۔

ماہنامہ سائنس و ہمارے ماحول

37

12 جن کو اسے جانا ہسپتال لے جانے لگے تو کہنے لگے کہ بھئی جان! اہم تو کل چارے ہیں جانا جانا کل جمعہ میں دھو نا۔ مجھے فضا د گیا رو میں نے اسے کافی سخت سے کہا اس لئے کہ وہ پھر کسی طرح یا نظر نہ آتا تھا۔ ہسپتال میں ڈاکٹروں نے اس کا معائنہ کیا تو یہ بالکل ٹھیک ٹھاکہ بنا ہوا اس کا راز دے دیا۔ ہم عبدالحکیم کو روانہ کرنے لگے اور شام کے چار بجے جج جج اس کی طبیعت تھوڑی بہتر ہو گئی۔ لوگوں کے کہنے سے چند جڑواں اور کچھ لڑکیاں جن میں چارہوا کا بھائی کے۔۔۔ صاحب بھی شامل تھے لیکن یہ لوگ جو جی اس کے سامنے آئے تھے میرا کہہ کر بھی کھڑے ہوئے کوشش کے باوجود نہ رکے۔ عبدالحکیم کو بخانا دھنا نہ صرف آنکھوں میں عجب اور عجیب جھک چکے اور ہونٹ بھی۔

ہیبت ناک چمک

[illegible]

آج بھی حالت یہ ہے کہ اس ہلکے قصور کرتے ہی مارے خوف کے زدیں روٹھکا کھڑا ہوتا ہے۔ شجر کوئی ہے کہ شام کو ملامت کا بچے اس نے بھگا میں بیٹھے تسلیم کرے اور 13 تا 14 مار مار کر جھونکا رہے اس کا انکار ہوگی۔ رئیس صاحب! اس لئے میرے بھائی کے لئے جو تیرے کر سکا اس کا مرضی ہماری سمجھ میں آیا نہ تو اس کو کھلا دے اور مال تو اس کی تلاش دیکھ کر فرما دو مجھے تھے۔

غلام یہ کہ ہر لوگ اس کی قبر پر چاکر پھول چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں جا کر جرد مل جائی جاتی ہے وہ قول ہو جاتی ہے۔ عبداللہ کی موت کے بعد سے والد صاحب کو کچھ فرمایا۔ وہ اس سارے کو جانتے تھے ہیں حمزہ پرورد فرما دو۔ رئیس صاحب! آپ یہ نہیں دالے والدہ اور والد دالے ہیں شہناہت! جست سے گزشتہ کر سہوں کہ جہاں تک آپ کے اختیار میں ہے اس مسئلے میں آ

تھا۔ اس کی دہلی ہے کہ اس کی دل کا ہونے سے بالکل مختلف تھی۔ آنکھوں کی میز معمولی چمک دکھ
اس کے روحانی جوش و خروش کی علامت تھی جو اس مرحوم کے شہس میں لہریں لے رہا تھا
۔ عموماً انکسور کی بیماری کسی کی مجھ میں نہیں آتی نہ آنکھ کی تھکاوڑ و حقیقت اس کا جسم بیمار تھا ہی نہیں
ایک نایاب وقت یا درد تھی جو اس پر سایہ کے ہونے تھی۔ یہی نہیں تو اسے اپنے ساتھ لے گئی
۔ چنانچہ یہ ہے کہ اس کی زندگی بھی راقی اور موت بھی۔

سکھنن
نیر زمان از چہ جانے دگر است

عمید انکسور کی قسم کے لوگ حشرات اوراق کے مستقل وسیع یا میڈیم ہوتے ہیں۔ روحانی
بیموں میں معمولی پر زوب پانے کی جو کیفیت عاری ہوتی ہے وہ درحقیقت جذب ہی کا ایک
درجہ ہے۔ مناسب غیر و ختم شخصیت S.C.T کی تمام مقصود اگر پابندی کے ساتھ کی جائیں تو
ذہن پر جذب و خود رقی کی حالت عاری کر دیتی ہیں وہ اسی حالت میں تمام غیر معمولی مظاہرے
ہوتے ہیں۔ جذب بقدر تخیل شخصیت کے یکے فاعل علم کمال (خوں) کہتے کہ

آگہ کھلی ہے اپنے جسم پر ہوتی، در (مگر) ہر دور سے ہونے لگتی ہے۔ اور برقی
کرنے کے لئے ہے۔ میں اور اس کے ہوا جس انکسور کی شکل سے تھکاوڑ سے ہوا ہوا ہوا ہوا
ہوں نہ آٹھ سکا ہوں نہ مل سکا ہوں جیسے وہ دگر ہے جان لاں۔ تاہم وہ سکا ہوں میں سکا
ہوں، وہ سکا ہوں الہتہ ہونے کی طاقت سلب ہوا ہے۔ عام مگر بشرتی پاکستان سے جہیز
صاحب نے لکھا ہے کہ کبھی کبھی رات کو یہاں ہوں ہوتا ہے کہ اس پر غلام کچھ پڑے اور اس دہائی
پر دہ قلم سے طرح طرح کے تناظر کر دے جو اس رات کو کبھی اتفاق سے آگہ مکمل جاتی ہے تو وہ
تمام باتیں جو دن میں تھی تھیں۔ تھوٹے خود بخود دہائی دے دیتی ہیں میں کو کش کہانوں کہانوں کہ
دستوں مگر ہوا بھی پاتی ہیں۔

کراچی سے انور صاحب (مرحوم 22 س) کا نظریہ ہیں کہ رات کو کبھی یہ سنا ہوں ایسا لگا ہے
کوئی مجھے سمجھو رہا ہے رنگ میں نکل رہا ہے کسی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دگر سے کرنے

حار ہوں وہ بھی بے نقاب کی گولی کی رفتار سے۔ ہر لمحہ پر سکتے کی ہی کیفیت عاری ہو جاتی ہے
مضبہ یہ کہ دماغ کی کسی حرکت کی احساس ہوا وہ دماغی عنصر جو حرکت کرے گا وہ اپنے پھول کا کنٹرول کرتا
ہے۔ کن ہوا کا سے اور تا دیر سے کسی اور پر حرکت کی کی کیفیت عاری رہتی ہے۔ اس صورت میں
یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ جسم کے بدحواس سے آ رہا ہوں۔ گہری نیند کے علاوہ جب جاگتے
ہوئے احساسی سکتے کی کیفیت عاری ہوتی ہے تو خوب، غریب نہ تھکے نظر آتے ہیں۔ یہ کیا ہوں
کہ چند آدمی مجھے بری طرح پیٹ رہے ہیں یا گھر کے کونوں میں بیٹھ کر رہے ہیں۔ گھر سے
میں کسی بھی تیزی روشنیوں دکھائی دیتی ہیں یا کوئی سایہ گستاخانہ نظر آتا ہے۔

قدما چھ (پیار) کا بیان ہے کہ بنگلی کی نیند میں ہوتا ہوں تو کانوں میں زبردست گونج پیدا ہوتی
ہے۔ دہا پر دہا پڑتا ہے، اہل محل تک نہیں سکا (جیسے زخاواں) اس وقت مجھے ہوا میں اڑنے کا
احساس ہوتا ہے اور یہ بھی کہ سرخواب سے نکل کر فرش پر درجہ ہوا سے رگڑا ہوا ہوں حالانکہ
جسم بستر پر دراز ہوتا ہے میں دار کے مارے فرار دگر ہوں مگر کوئی نہیں سنا حالانکہ میں اس حالت
دوسروں کی باتیں غریبی سنا ہوں۔ قدم چھ (پیار) کی عمر 24، 25 سال ہے۔

صلیر (دعا کر) ایک مولیٰ خدا کے آفر میں گھسی ہیں کہ دھڑکی تکلیف مجھے ہے کہ آ
تھیں بڑے کھلی ہوں تو جب غریب نہیں نظر آتی ہیں۔ کچھ آسانی ہے کہ کچھ جان لو
پڑے۔ کی کیا عاب کون کچھ کی بڑے بڑے خود ارادیت ہیں کون کچھ آسانی ہے کہ کچھ جان لو
نظر رہا ہے کہ کھانا کا بڑا بڑا رہے ہیں کسی کی ناک مل رہی ہے۔ کوئی مردانہ کھنٹ دے رہا
ہے۔ غرض تو یہ نہیں کہ سسکی کہ کیسے عجیب وغریب لوگ تھیں بڑے کرنے کے بعد نظر آتے ہیں۔
میں شاز میں بھی گھومتی میں شامل ہوتی ہیں۔ جب گھر آکر آتھیں کھاتی ہوں تو جب کچھ
فایہ ہوا ہے۔ اس خلافت نے آتھیں بڑے کرنے کے بعد عجیب وغریب قسم کے
چہرے ہنسیں اور وہ میں نظر آئے کا جو تجربہ کیا ہے مسئلہ وہاں تک ہے حالت میری بھی
رہی ہے۔ جرنی آتھیں بڑے کرنے کے لئے طرح طرح کے چہرے نظر آتے تھے۔ ان میں اکثر
پیش ہوتے تھے۔ بیماری کے زمانے میں آتھیں بچے لیے کہ بعد اپنی تہہ و پناہوں اور

پیشکاروں۔

(آپ) الفاظِ حقیقت پر محسوس نہ کریں، انھیں جوش صاحب کا شاعر نہ سنا لے سکیں (جب جوش صاحب کا یہ مضمون شائع ہوا تو لوگ حیران رہ گئے۔ جوش صاحب مجھے یہ شاعری سن کر کوئی تین سال سینئر ہیں۔ ان کے یہ الفاظ اور احترام اور حقیقت و مہجور کی بڑی بڑی، دور دورا نوازی اور صحت افزائی کی دلیل ہیں اور کس۔۔۔ چھاپا ہوا دشمن نہ دیکھے جس نے مجھے یہ حق بٹھکا کر کٹھمر ہتھاپا کی مہر مگر کوئی یہ قہقہہ نہ اٹھا دیا۔ شاعر غرض ہے۔)

شریڈ اے عشق بھی ۔ سچے

جس کرب میں عشق جہ ہے

آج کی شکل اور آج کی سائنس راقی جس کربس میں ہے اچھی اور اس میں اضطراب میں جھگڑے
- سائنسدانوں پر ہے تحقیقی کی جو کیفیت حاسی ہے۔ ایٹم اور ایٹمی بمق دوزخ کے پیچھے جو پراسرار
کائنات چھٹی ہوئی ہے اس نے ہر پشور کو کھنگڑا کر دیا ہے۔ افغانستان کا مشہور مکتب سائنسدان
، عالم برہنہیات اور ذریعہ طبیعات کا استاد عزیز کاوشور پر آقراب چھٹی کہتا ہے کہ میں ایک پشور
ہستی ہوں اور میرا پشور کائنات کی تسخیر میں لگے ہوئے ہے۔ ایک طرف تو میرا شعور اس دنیا کی کہانی
کہہ رہا ہے جو میرے بارہا دوسرے ملک چلائی ہے اور میری کئی ساری چیزیں جانی پہچانی ہیں۔ مثلاً
رنگ، بو، شکل، آواز اور ہر شے کا دنیا، آسمان اور زمین کے طہرائے کھلائی ہے۔ اس کے لیے ہر شے کو
چھوٹی جانے والی ہے یہ ایک ایسی کائنات کے تصور واقع ہے جو لامحدود ہے۔ وقت کا گدہ کی اور دماغی
دھماکے ہیں جو بنا ہوا بار بار ہے۔ مسئلہ تھیں یہ کیا کہہ رہا ہے۔ میں اس دنیا کی کہانی کہہ رہا ہوں مگر
اس دنیا پر مجھے ایسا نہیں کہہ رہا۔ کلہو سوانح پر اس دنیا کے عموں کا جھوٹ کھل جاتا ہے۔ یہ بات
انگل صاحب کا یہ ہوئی کہ کتنی ہی دوسری جنس بھی نظر آتی ہیں۔

مختصر یہ کہ سر "آئینہ عکس" کی عقل کرب میں جتا ہے۔ اس کرب کو "لوگ بھی محسوس کر رہے ہیں۔ شاید اسی طور کی تہہ نشہ بھی یہی کرب کا راز ہے۔ دلوں کو بلا پایا جاتا ہے۔

مشہور دیبہ، افضل محمد کریم نقی نے (جس کی تیار کردہ فلمیں، چھانچا اور ایسا بھی

ہوتا ہے۔ لیکن انہی میں حد تک تعقیدت حاصل کر چکی ہیں، سمجھو سے یہاں کیا کہ جب دو آدمی کسی ایسی چیز پر ایک کے سلسلے میں ہمدردی سے جڑ جاتے ہیں۔ جو ایک بااثر شخص نے محاضرات ارواح کے کسی میز پر سمجھوں کے بارے میں لکھ دیا کہ دو افراد سے اور یہی اس روحانی کارساز احمد فریب پٹنی ہے۔ میز پر کئے انہر کے خلاف از کہ حیثیت غریبی کا مقدمہ دائر کر دیا۔ جنہو جہاں ہمدردی سے آئی۔ سی ایس کی ٹریڈنگ کے سلا لنگھان جاتے تھے۔ ان کی قانونی ٹریڈنگ کا ایک اور جڑی بھی تھا کہ وہ مقدمہ کی رپورٹنگ کریں۔ چنانچہ شخصی صاحب اس دلچسپ مقدمہ کی کارروائی پر لگم بند کر کے کیلئے رپورٹنگ کی حیثیت سے سامورہ گئے۔ فرماتے تھے کہ محاضرات ارواح کے میز پر جتنی بھی مدی اور محاضرات ارواح کا مذاق اڑانے والے عدلی علیہ علیہ اس بار کے دو میز پر یہ مقدمہ سب سے دلچسپ ترین قرار دیا تھا۔ وہ دوسرے کی تردید اور تائید میں دلوں طرف سے بڑے بڑے کوشش کئے گئے۔ میز پر کی طرف سے مشہور استادان سر ایلو ایچ جی کوادی کی حیثیت سے آئے تھے جنہوں نے میز پر ایک شب کی تصدیق کی کہ انہر کی محاضرات ارواح کا معیار فریب پٹنی ٹیٹل لاری ہے کہ وہ وحی سے بات چیت کرتے ہیں۔ یہ مقدمہ محاضرات ارواح کے سلسلے میں ٹیٹل کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے اپنے فیصلے میں بھی لکھا تھا کہ ہمارے سامنے جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ خطرناک کر دینے کے قابل نہیں۔ روحانی کی طرف انہوں کی توجہ میز پر کرنے کا سلسلہ سے انکار توجہ باعز کہ وہ ہر طرف راہ دہتے ہوئے ہیں جو بیشتر کی طاہرہ سب کے کسی آدمی یا ایسا مکان میں جبر آئے تھے

عمر یوں لگتے ہیں کہ

یہاں میں فوقی عبادت مظاہر (سیرت نامہ) کا کاتل ہوں۔ اس زمانے میں ایک اہل تجربہ قاتل آ کر ہے۔ کسی زمانے میں اسے گھر میں خود بخود کوکوں کی پچھڑا ہوتی تھی اور اس کا کوشش ہوا۔ کوکوں کی پچھڑا اور انفرضا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ کسی راجہ حبش کا راستہ ہے۔

ایک اور صاحب علم ہوں۔ رات نر جاساڑھے نو بجے گھر آیا۔ کھانے سے کارنگا ہوا کہہ رہے ہیں کہ پچھلے دنوں میرے ساتھ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ میں

کرتے میں سونے کی فرش سے، داخل ہوا، کچل کر جھانسنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کیا کرے
 سکے، دروازے کی کنڈی کھٹکنے کی آواز آئی۔ محسوس ہوا کہ کوئی کاغذات کے بڈلے کے جڑ بھری
 طرف پھینک رہا ہے۔ کاغذات گرنے کی صاف آواز ملتی دے رہی تھی۔ کرے سکے، دروازے
 کی طرف گئے تو ایسا کچل کاغذ دروں پر چلا رہا ہوں۔ حیرت یہ کہ کنڈی کی گلی ہوئی تھی۔ فوراً کچل چلائی
 دیکھا کہ سیر کے مختلف قیمت کے ٹوکوں سے بھرا ہوا ہے، جو بڈلوں کی شکل میں فرش پر بکھرے
 پڑے ہیں۔ حیران ہوا، دروازہ اور اندر دیکھا کہ جس حیرت انگیز صحنے کی اطلاع دینے کے لئے
 بالائی منزل کی طرف جانے لگا کچل رہی رہی تھی، وہاں کھوکھوں کا دروازہ روپے کے بے کی نوٹ کی فرش پر
 بکھرے دکھائی دے رہے تھے۔ کرے سکے نکل کر ہمارے زیر جیوں پر چڑھتے ہوئے دروازہ کھڑک
 دیکھا تو کنڈی کھٹکنے کی آواز آئی تو چشم زدن میں تمام مگر کی نوٹ کا سب کچل گئے۔ اس وقت درات
 کے سراسر پیچے کاٹیں ہوا گلاس والے کونے کو دیکھ کر مجھے تو خوف محسوس ہوا کہ کوئی ٹھہر ہٹ۔ کیا یہ کسی
 قبیضہ دہر کی کارستانی تھی؟

عاضرات اور راج کی خدمت میں اور ان عیشتوں اور دھوئیں کو کہتے ہیں جو کھانی سے ترقی نہیں کرتیں اور ان کی کثرت کے سبب زمین سے بہت کم روپ پیدا ہوتا ہے۔ یہ مہلوہ، راج کی روایتی عمارتوں کے کاروبار میں شہرہ آفاق ہے۔ ان کے لیے ایک خاص کلاس کا کام ہے جو ان کے لیے خاص ہے۔ ان کے بہت سے دھوئیں سے نکلتے ہیں۔ بہت بڑے گھروں اور مہلوہ کے لیے ان کے استعمال (میں) کے متعلق عالم دہا کی مختصر اور جامع سے کاغذ ہوتا ہے۔

میری بھرنائی میں جو لوگ حاضراتِ ادراس کی معیت کرتے ہیں، ان میں چند بڑے بڑے
ممول ہیں اور اس کی روحانی ترقی قابلِ رشک ہے۔ مثلاً:۔ اپنے دادا عہدِ مورخ 28 کتوبر
میں لکھی ہیں کہ دہلی کے دارالمنہج حضرت بابا عبداللہ شاہ غازی اور چند دوسری مقدس شخصیات کی
موجودگی کا اس کی وجہ سے۔ رات میں جس پر تصور ہوا کہ حضرت بابا عبداللہ شاہ غازی کے مزار
پر حاضر ہو گا تو نچہ چار دیوے سے۔ یہ سطرانہ تہ جلی ہوتا ہے کہ یہاں کبھی کبھی۔ بابا کے یہاں
کی روحانی تحصیل اور اس شرکت کچھ نہیں۔ تاہم یہ دوسرا ہیں قابلِ تامل ہیں قابلِ تامل ہیں

اینگه من لایم پیدار لیست یارب یا خراب؟

ابھی 22 اکتوبر کی بات ہے میں خود رائی طور پر پاپا کے حوالہ پر حاضر تھی۔ دیکھا کہ ایک مفید شاہد ہے خود رائی حملہ صورت کے بزرگ حوالہ کے ساتھ شریف فرما دین میں کے کر، کچھ دوسری بزرگ احتیاج بھی ہیں میں ان سے کچھ واسطے پر پڑنے لگی۔ ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ میری ہوا کی قسم کہ ان مفید میں بزرگ نے جن کا کچھ ہے خود رائی کہ چھوٹی قسم کا ایک ایک شاہد میں تقسیم کیا۔ ایک ٹھیک شہادت فرمادے میں نے احقران کے کرکائی کے بارہا دوکڑا میں میں صرف انگلیوں کوئے۔ کچھ یہ ہمارے حق ہے استغراق کی کیفیت قسم کوئی نہیں کچھ ہے کہ استغراق قسم کوئے نے کچھ جب میں ہوئی میں آئی تو شاہی کی بجلی کی مناسبت سے میں میں باقی قسم کوئے یہ دولت اور کھائی رہی۔

حجرت یہ ہے کہ حالت استغفری میں کھائے جانے والے ماشے کا اور کھدے میں کس طرح باقی رہا۔ اس کے علاوہ یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ جب شب سے خودی کی حالت میں باغیہ علیہ السلام کے راز پر حاضر ہوئی ہو اور ان کا کھانہ ہوں کہ حضرت مجھے اپنا مریعہ مانیں۔ بھی چند روز سے اس سوال کا جواب یہ محسوس ہوا کہ تمہارا مسند پہلے کی نسبت سے قائم ہے۔ یہ حضرت کی مجلس عموماً میرا مسند ہے۔ لیکن اس وقت اس کے علاوہ ایک کھانا کھا کر اس کے بعد کچھ کھانا کھا کر خوش کر دیتی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تمہارے گھر کے ریسے دان سے سو بوجھ اب بھی ہیں۔ یہ کسی گھر کا کہ

دیکھیں سے کہنا آج کل دو بہت ہوشیار لادو چوک رہے ہیں انہوں نے کہ تم نے ابتدا میں ایک طلبہ کی خیر سب پر صرف اپنا ہی اختیار رکھا۔

صرف یہی فقرے غور کر کے دال کا مطلب آپ سمجھ سکتے ہیں
 محرمہ سالہ شہزادہ شاعر سراج الدین فقرہ مرحوم نے
 حقِ شہرت کر کے جب آزاد رہا تھا
 آخر جو پتہ بنا لیا، نہ سنے گئے کہ جس جہ کی مشعل کر دیا، گواہ کی بجور

وہ سے میں سوال کیا۔ کوئی مومن لفظوں میں یہ کہہ کر دیا کہ میری یہ سب کھوپڑی کے کرتے ہیں۔
میں کھوپڑی کے اندر سب کچھ ہے۔

(جہاں اس فقرے سے اُن کی کیا مراد ہے؟)

مشہور باد یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہاں لڑکا کہ

درواقع وہ سن کے دوست خانے پر سنگھار دی ہو رہی ہے۔ درحقیقت بچے والے ہاتھ نظر نہیں آتے۔
میں نے ان کا صاحب کے اس تجربے کا ذکر اپنے مضمون (محبوبہ جنگ سورہہ نیم جرن
1970ء میں تفصیل کے ساتھ کیا تھا) میں نے ان کا صاحب سے سوچا کہ کیا اس کے گھر میں
کوئی کس بی بی نہیں۔ فرمایا کہ آسب زدگی ہو یا روحوں کے کرتے ان دونوں مظاہر میں کوئی نہ
کوئی لڑکا یا لڑکی ضرور ملوث ہوتا ہے۔ مظاہر مصطفیٰ اور باجیہ انکسیت کے عالم بیری پر پائس سے
اچھی پرا مصطوت کتاب (POLTERGEIST OVER ENGLAND) (ماہرات
درواقع اور آسب زدگی کے بہت سے واقعات کا تجربہ اور علمی جانچ پڑتال کر کے ان کی تصدیق کر چکا
ہے۔

پراسرار آوازیں، کسی انہی کے پاؤں کے چاپ، دروازے پر انہماں ہاتھوں کی دھک
اور چوروں کی آواز، کتب خانے کے کھلنے والے دروازے کے کھلنے والے دروازے
سے کرکڑھٹ جانا پائی جاتا، اس قسم کے مظاہر K.P. (کے پی) سے بھی آتے ہیں۔

ان مظاہر کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ بعض کسمن یا باطن ہوتے ہوئے ان کے لڑکیاں ان خادق
امانات (بیڈ رومز) کی کمروں کے دروازے یا کمروں میں جاتے ہیں۔ بیری پر پائس نے جو چارہ
مرتب کی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ اس قسم کے مظاہر پر 95 فیصد لڑکیاں اور پانچ فیصد لڑکے
لاشعوری طور پر ملوث ہوتے گئے ہیں۔

تو کیا ان مظاہر کا کوئی تعلق جیسی قوت کے انہماں سے ہے؟ راقم الحروف نے بھی متعدد کس
دیکھے ہیں اور واقعی کسی نہ کسی لڑکی کو اس میں ملوث اور متاثر ضرور پایا ہے۔ بلوغت کے زمانے میں
دی کیا رو سال کی عمر سے سورترو سال کی عمر تک لڑکے اور لڑکیاں بے حد حساس ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ

زمانہ ہے کہ ذہن اور جسم میں نئی نئی تبدیلیاں درآج ہوئی ہیں۔ لہذا پراسرار کے دروازے پر پائس
لگتے ہیں۔ لہذا پراسرار کے دروازے میں کبھی کوئی ملوث یا روح بھی ضرور ہو جاتی ہے، باجیہ انکسیت
کے حاملوں کا خیال یہ ہے کہ آسب زدگی اور ماہرات درواقہ کے کرشموں کا جیسی بیڈ روم سے گہرا
تعلق ہے۔ آغا باغ میں جسم کے بعض خدو و خصل، تاخیر ہو جاتا ہے اور ان سے انکی طاقت
خارج ہوتی ہے کہ کھدا کی پٹاوا

بہر حال عرض کر رہا ہوں کہ آسب اور روحانی امور کا اندازہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ ذہن و انہماں
ذہن ہو یا انہماں و طاقت یا انہماں کا جسم کی قوت سے آزاد ہو چکے ہیں۔

ماہرات درواقہ اور آسب زدگی کے تجربات و مشاہدات میں مشاہدات پائی جاتی ہے۔ درو
اجات، آسب و فرشتے سب مانعہ دینا کے دوسری ہیں۔ کبھی کبھی یہ وہ لڑکی دیا کے سالنات میں
بھی داخل ہوتے ہیں۔ آسب زدگی کے موضوع پر ان شاء اللہ بشرط حاجت ایک مستقل تھیلیف
پیش کی جائے گی۔

جناب محمد امجد ایڈیٹر دیکھت (کراچی) کو قسط پڑھیں گے

پر رحم فرما خارق العادات امین

میرے ملاقات خانہ بہادر عزیز احمد مرحوم (جن کی وفات کراچی میں ہوئی) کا ذکر میری زندگی
بہر کرتے تھے۔ ہمیں سال تک میرے ان کے دوستانہ تعلقات رہے۔ جس روز سے ملازم ہوئے
اسی روز سے آخر تک اپنی خود کار تہائی حصر حیرات کر دیتے تھے۔ ہر ہفتے ان کے پاس
عالم بیداری میں دن دہلائے دو چار دوسرے تھے۔ کوئی مردہ کھانا کبھی میری قبر پر آؤ کسی مردے کی
فرمائش ہوتی کہ کھانا کھائے اور صرف آواز آتی تھی۔ کسی کی شکل نظر نہ آتی تھی۔ جب درو
اج سے پوچھا جاتا کہ

جہاں نام کیا ہے؟ کیسے کھانا کھاتے تھے؟ کہاں حصر بنا تھے؟

تو کوئی جواب نہ دیا۔ بہر حال مرحوم خیرات کے اہل اہل فریب کر دیا کرتے تھے۔ خان بہادر

حاضراتِ ارواح

صدقہ

رئیس امر وہوی

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما

ویکم پگ پورٹ

اردو بازار گراچی، پاکستان

خارق العادات نفسی مظاہر

حاضراتِ ارواح کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مشہور برطانوی مفکر و فلسفی پروفسر سی ای ایم جیڈا اپنی پیش اور ورت کتاب "انکارِ حاضرات" میں لکھتے ہیں کہ نفسی مظاہر کی سب سے اہم مشن پیشانیات کی وہ باتیں ہیں جو بڑھ چڑھ کر دل کے پاس سے آتے ہیں۔

میں نے نرودس کا نقطہ دوا بین میں اس لئے لکھا ہے تاکہ وہ عجیب روحانیت (اسپرینچل ازم) کے ان دعوؤں کو بھی تسلیم کر لیا جائے جن کی رو سے ان پیشانیات کو احساس کرنے پر جو کارندے مامور ہیں۔ (جو ارواح کہلاتے ہیں) وہ ذاتیں ہیں ان اشخاص کی اجڑی زبان میں روئے زمین پر معمولی، ذہنی اجسام کے اندر آباد تھے۔ ان تو یہ پیشانیات کی مختلف طریقوں سے وصول ہوتے ہیں لیکن بالعموم اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک (Medium) جس پر استراقظ کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ ان پیشانیات کو دہرا تا چلا جاتا ہے۔ اور جیسے کہ سخت ترین دہت چلائی جاتی ہے بالکل آواز اور اس کا لب و لہجہ ہر دو صاف طور پر پہچان لئے جاتے ہیں۔ کہ وہ کسی خاص مردے کی آواز اور اسی خاص مردے کا لب و لہجہ ہے۔ اس طرح جو پیشانیات کہلائے جاتے ہیں۔ خاص میں اکثر تو غائبی ہے مگر یہ خاص ہوتا ہے جو کہ حاضرات میں بالعموم ہوتا ہے تاکہ یہ استنباط ممکن ہو سکے کہ وہ ارواح اس شخص کی موجود ہیں یا نہیں ہے۔ اور اس سے کیا تعلق قائم رکھتے کیلئے واسطے (میڈیم) کی خارق العادات قوتوں سے مستفید ہو رہی ہے۔ لیکن بعض اوقات وہ کارندہ جو فی الواقع واسطے پر حاوی بھی ہو۔ اور اس کی وسعت کا کام کرنے میں مصروف بھی۔ تو اسے اس شخص کی روح نہیں سمجھا جاتا جو ان پیشانیات کا ارسال کنندہ ہے۔ بلکہ وہ اس کی ایک خصوصیت منف ہے۔ جو بالورسکل (Control) کے ہوتی ہے۔ مگر یہ ظاہر چند خصوصیتوں اور صلاحیتوں سے مشغف ہوتا ہے۔ جس کی بدولت وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنے پیشانیات ارسال کرنے کی خاطر واسطے (موسول یا میڈیم) کے جسم کو کام میں لائے اس طرح ارسال کی حد تک تو مگر ایک کا صدقہ زبان ہے۔ اس عالم (ملائی دنیا) اور عالم ارواح کے مابین ابھریا اس نقطہ

مرچو

پر رحم فرما

لگاؤ کی رو سے ہر دو نظام جو ایک عالم سے دوسرے عالم تک رسال ہو رہا ہو۔ اسے نئے نئے فزوں کے درمیان کھینچنے میں سے ہرگز رٹا ہوتا ہے۔ اس جانب داسا ہوتا ہے اس جانب منکل!

پروفیسر ای ٹی ڈی کی وضاحت یہ ہے کہ عام کھانسی سے مراد ادرار میں راحوں سے پھیلات وصول کرنے اور پھیلات دینے کا طریقہ یہ ہے۔ کھانسی کی مجلس کا مرکز ایک واسطی معصوم ہوتا ہے۔ اس مجلس پر استغراق کی حالت طاری ہوتی ہے اور جو بھی اس میں آتا ہے۔ علم ادرار کا ایک منکل۔ معصوم کا کنٹرول سنبھال رہا ہے۔ آپ اس معمول سے جو سوات کرتے ہیں۔ اس کا جواب منکل معمول کی رہن سے ادا کرتا ہے۔ یہی منکل طلب کردہ راحوں کے پھیلات معصوم کے ذریعہ حاضر کی تک پہنچاتا ہے۔ تو کوئی راحوں سے ہمت چرت کرنے کے لئے دو فزوں کا وسیلہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ ایک معمول جو استغراق کی حالت میں آپ کے سامنے پیش ہے دوسرا منکل جو معصوم پر مسلط ہے اور پھر دو راح جو منکل کی وساطت اور معمول کی رہن سے معروف سوال و جواب ہے۔

موٹوں کی حیثیت

پروفیسر جے ایس کے ایچ مالک کل مدرے والدین پیر راجہ کے ہیں کہ ان موٹوں کی حیثیت اور نوعیت بھی برقی سے بہت جوں کی توڑ ہے۔ سرانجام ادرار کے اس موضوع کی قدر سے تفصیل سے چھت تین کی ہے۔ اور وہ نجی وضاحتوں کو چیل کرتے ہیں۔ جو خود موٹوں کی سیر کر رہے ہیں جس سے کہہ رہا ہے کہ منکل یہ تو واسطی (معمول) کی ہی شجوری ذات (UN Conscious Self) ہے۔ لیکن ادرار کی ثانوی شخصیت جسے اس نے خاص اس فرض سے دھر نکالی ہے۔ (یعنی پروڈیٹ کی ہو) تاکہ وہ دن سے جو ہزار مرضی کیفیتوں اور مادی جسموں کے تابع ہیں اپنا راجہ و مصلحت قائم کرے۔ ہمارے ایک کتاب یاد جو شخص جو راح کی بجائے اس لئے کار گزار ہوتا ہے کہ وہ خود کی دشمنی میں مہمک ہوتی ہے۔ یہ پھر ایک حوزہ کار شخصیت یا کسی کر کوئی نیئر یا کالوں (Night Mare) میں از خود یہ ہوا جاتی ہے۔ یا پھر منکل

انکی درمیانی گفتگو ہے۔ جوں کا علم کہ در دوسری دنیا کے مابین امر و بھیک حیثیت سے ہر سرکار ہو۔ بہر حال زیر بحث موضوع کا عجیب بھاد ہے جس کے چلن نظران ادرار کی شخصیتوں کے بارے میں (جن سے کہہ کر حضرات میں مہمات ہوتی ہے) بعض مواقع پر اس طرح گفتگو ہوتی ہے۔ گو یہ کہ وہ تو اس کے عارضی مظاہر ہیں جس میں ایک منکل ہی سے معنوی طور پر نگہ لیا ہو۔ جو ادرار کی شخصیت در داسے (میڈیم) کے درمیان جاگ رہتا ہے۔ منکل کی حیثیت کا معاملہ جس تار کی سے کھرا ہوا ہے اس کی نوعیت کھانسی کے کہ یہ تمام کا تمام موضوع ہی تیری سے پڑا ہے! ہمت آدھائش کے طور پر چلتے ہوئے ہوتا ہے جو ہیں۔ جن کے کھانسی سے یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ روحانیت (روح کا صر ہونا) کے دو کے کوئی تیرت ہے بھی یا نہیں؟ پہلو یہ کہ آیا ان پھیلات کے درمیان کی مکمل مطابقت مہیا ہوتی ہے۔ جن کے متعلق یہ تصور نہیں ہو سکتا کہ اس پر کسی کڑے ہوئے شخص کے سامان کوئی اور شخص دسترس رکھتا ہو؟ میں فوراً ہی بات مانتی ہوں گی۔ کہ یہ سراسر کائنات بھی پہنچا کر آیا یہ مکمل مطابقت کی منتظر میں آ رہی ہے کہ نہیں؟ اچانک شکار ہوگا۔ یعنی دشواری یہ ہوگی کہ ہر صورت میں متعلقہ شخص میں سے ہر ایک کی مدد تک اس کا پورے یقین ہو جائے کہ وہ مطابقت تو شعوری طور پر سے کہنے میں نہیں پائے گئے تھے میں اسے کہنے میں اسے نہیں اور نہ اس کے واسطی کی مطابقت اور گوارہ نہیں اس کا مکان ہو سکتا ہے۔ گو ابھی ضرور یہ حق کہنا چاہئے کہ زندگی کے حوالہ مراد ہو پھر موت کی انتظامات کی ترسیل کے لئے اپنے مکان کی ہر کوئی صمیم انتظامات کرنے لگے۔ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ پٹی موت کے بعد بھی بلا کے مظاہرے کی خاطر اپنے جینے کی کوئی ”زحیم طاعت“ مقرر کرے تو صرف یہی صورت میں ہی کہ جس کے کارواز موت ثبوت میں سے چھاپک کی شکل ہوتی ہے۔

شہادت کی کوتاہی

حاضرات ادرار کی نوعیت و حقیقت پر پروفیسر جے ایس کے ایچ کے لئے ہیں کہ چنانچہ کسی ایک صورتوں میں ایسا ہوا بھی ہے۔ مثلاً ایف بیو۔ ایچ۔ راکر سے ڈاکٹر

مرچو

پیر راجہ

دیرال (Vernal) جو روحانیت پر یقین رکھتے تھے کہ ہوا کے ذریعے ان کی عقل میں ان دونوں نے اس کا اتمام کر لیا تھا۔ کیونکہ ان کے لیے مائدہ احباب و اعزاء کا یوں ہے کہ وہ لوگ ان دونوں کے مرتبے کے بعد بھی ان سے ہم کلام ہوتے رہے ہیں لیکن جہاں تک میں وقت ہوں ان بیانات کے دوسرے جو حوالہ طور پر گزرے ہوئے اشخاص کی طرف سے آتے ہیں۔ کسی وقت بھی مطلوبہ ثبوت فراہم نہیں کر سکتے ہیں۔ ثبوت کہاں بیانات کی صورت میں ہوں۔ جن سے مسلسل طور پر صرف اس شخص کے باوجود واقعہ ہونے کا امکان ہو۔ جس نے انبیاء و اہل بیت سے کسی ایسی بات کہنے کو۔ اور اگر چہ کسی ایک صورتوں میں اس نوعیت کا ثبوت کا امکان ہوا چاہے کہ جسے جب بھی کسی ایسا ادعا کیا گیا ہے نیز میرا ہمارا شخص نے جس ایک شہادت میں جرح و تعدیل سے کام لیا۔ جس پر وہ ثبوت ملتی تھا تو ان کے نزدیک یہ ثبوت کچھ اطمینان بخش قرار نہ لیا۔ یہ بات مجھے اس دوسرے سوال پر لا کر آ رہی ہے۔ جس کو اس وقت ائمہ باہرے خیال میں مناسب ہوگا۔ جب کہ بلائے روح کے قریب (Spirit Hypothesis) پر نظر ہو۔ یعنی ان بیانات کی عام نوعیت کا سوال جو ارواح کے یہاں سے ہوں ہوتے ہیں۔ اور جن کی حالت یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ ان حالات کو بیان کرتے ہیں جن میں ارواح کا وجود پایا جاتا ہے۔ ان بیانات میں (۲) عام خیالات ہیں۔ پہلی ہیں۔ اولاً تو اس میں بے مغز ہونے اور معمولی یا غیر معمولی ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور دوسرے یہ ہے کہ وہ انبیاء و اہل بیت کے اشخاص کے (تخلی) کے ہم نشینوں کی عام تہذیب و ثقافت نیز انہیں ان کے طبیعت اور نسل کے لحاظ سے عمرات اور سالانہ عیش میں برسا کرنا چاہیے کہ وہ اپنے (مذہب) اور اس کے ہم نشینوں کا معاشرتی اور ثقافتی ماحول سمجھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ چلیں۔ تو سب بیانات انہی کی پروا نہیں سے عبارت ہوں گے۔ نیز یہ کہ وہ کسی ایک شے سے ملوث ہوں گے جسے ان متعلقہ اشخاص کے جو تہذیب و عادت ہوں۔ اور وہ تخلی سے سزا لے گا کہ جیسے۔ عالم بردہ (Summer Land) کے قسوں کا چچا تو ایک حد تک بہت ہی عام اور معمولی بات ہے یعنی وہ عالم جہاں گزرے ہوئے لوگوں کی روشنی اپنا وقت گزارتی ہیں۔ لہذا اگر وہ اشخاص جنہیں ہم قدر و محترم کی

دیکھوں سے دیکھتے اور جن سے ہم وابستہ رہے ہیں۔ وہی ان ارواح کی صورت اور پہلی ہر دو کے ذمہ دار ہیں۔ تو پھر بڑے ہی تاسف کے ساتھ ہیں یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ وہ دوسری دنیا ایک ایسی جگہ ہے جس میں روح انسانی کسی سے کم اپنی عقلی و فنی کی حد تک تو حسرت ناک طریقے پر اتر سے اتر جاتی ہیں۔ پھر یہ نتیجہ بھی اخذ ہونے کا کہ اجڑا (Ghost) اگر صاحب نفس یا ذی روح بھی ہوتے ہیں جب بھی ان میں دماغ تو بہر حال نہیں ہوتا۔ تاہم ان بیانات کے کلیات ہمیں اور پتہ چلے ہوئے بہت زیادہ روشن دینا چاہیے کیونکہ "کرس" نے اپنی تھیف میں ایک جگہ انکی بات کہی ہے جو میں اتر جاتی ہے چنانچہ نفسی حقیقتات کے وہ منطقی جن کا پتہ کچھ بھی نہیں معلوم یا موصوف ان کا کھونٹ لگانے والوں کا موازنہ کر لیں اور اس کے ہم سہرا ہوں سے کرتے ہیں۔ جنہیں امریکہ سے لوہین تعداد وہاں کے سمندری نہات کے خوش نما مناظر۔ نیز بہت ہی شہر وں اور بحر و سرگرم (Sargasso Sea) کے دوسرے شس و خشاک کے ذریعہ حاصل ہوا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر عالم جب کے تعلق ہر سال بین الاقوامی سرینا حقیر و پتہ دکھائی دیں تو کیا ہمیں اس کے سبب اپنی تلاش و جستجو سے باز آنا چاہیے۔ کیونکہ لوہس کے لئے بھی یہی چارہ کار تھا کہ وہ امریکہ کا قیاسی ساحل سے آدھے راستے پر پھوڑ کر اپنے گھر چلا جائے اس بناء پر کہ یہ پتہ صحیح کی رو سے ثابت ہے۔ جو صرف ہے جان مانیوں کے اندر اپنے وجود کا امکان کرنا چاہتا

پروفیسر جڈ نے حضرات ارواح کے بعض پیلوڈس پر جو تکنیکی ہے اس کو سمجھا اور سمجھا ضروری ہے آپ مکالمہ ارواح کا عام طریقہ معمول (مذہب) اور عقلی اصول مطلوبہ روح سے آپ کا جواب حاصل کر کے اسے معمول کی زبان سے ادا کر دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مولیٰ کون ہے۔ پروفیسر جڈ سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ معمول کا لاشعری حذر دات ہے جو حضرات ارواح کی تجاس میں مولیٰ کا روپ دھار لیتا ہے۔ درحقیقت اس سوال کا کوئی جواب فاضل مصنف نے نہیں دیا پھر یہ کہ ان کے انبات کے لئے جو شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ناکافی اور ایک حد تک نا اطمینان بخش ہیں پھر یہ بھی کہ معمول اور عقل کے ذریعہ سوالات کے جوابات ملتے

ک

آج کل یورپ و سرکہ میں ہاضمہ بخشنے کا عمل جو عمر سے روحانیت کے متعلق تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان انفسوس میں سر، پیچھے رہ گیا۔ امر آخر کوئی فاکس اور سرکس راج بھیس گراں پایہ شخصیتیں شامل ہیں۔ ان لوگوں نے ناقصی تو دے مشادہات کی بنا پر یہ کلیہ قائم کیا ہے کہ سر کے بعد انسانی روح نہ صرف زندہ رہتی ہے۔ بلکہ یہی پوری ذریت (شخصیت) باقی رہتی ہے۔ اور عالم برزخ کی زندگی اس زندگی سے بہت حد تک ملتی ہے۔ مرنے کے بعد ہمارا کیا حال ہوگا؟ یہ متوف ہے اس پر کہ ہمارا اس دنیا میں کیا حال رہا ہے۔ اگر بڑی اور بچات کا مطالعہ کرنے والے اسکرورایڈ کے نام سے خوب آشنا ہوں گے۔ وہ شاعر قاضیل کاو تھا ہاد تھا۔ اسکے دلی نکات انگریزی زبان میں نہایت بکری کے بہترین نمونے ہیں لیکن اسکی ذاتی زندگی ہر اس مرد و ان (گراں پایہ و بکری) کی حقیقت کہ ایک شخصیت کا تمام تھا اسکی تمام عمر بے تحقیق میں بسر ہوئی۔ حال ہی میں ایک صورت نے "اسکرورایڈ" کے روحانی مراسلات "کے فتوے سے ایک کتاب شائع کی ہے کہ سونہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکرورایڈ عالم برزخ میں بھی اسی طرح سکون و اطمینان سے عمر ہے جس طرح اس دنیا میں تھا۔ وہی ایک جدت ہے کہ انسانی روح اس کتاب تک پہنچنے والی ہے۔ گویا اس کتاب کی دراصل یہ صورت ہوئی ہے کہ اگر آپ زندگی میں اس آسودہ رہتے ہوئے مرنے کے بعد بھی اس آسودہ رہتے۔ جس کتاب (روحانی مراسلات) کا میں نے حوالہ دیا ہے اس کے ایک ایک حرف سے لکھنے والی کی صدق و خواص کی برآتی ہے۔ روکٹی نہیں کہ ہم سے جھوٹا سمجھیں۔ جسے اسکرورایڈ کے جتنے مراسلات اس میں درج ہیں۔ اسے اسکرورایڈ کے حاس انداز میں ہیں۔ جو اسکرورایڈ نے کہ ہے پیسے اسکرورایڈ کی لکھی ہوئی ایک سفر میں نہیں پڑھی تھی۔ روح اور روحانیت کے خلاف ایک ہرگز نہیں کی جاتی ہے کہ روح کو نظر آتی نہیں۔ ہم زندگی کے ساتھ جسے تعلقات کسی طرح تسلیم کر لیں۔ اس بارے میں مجھے صرف اتنا بتانا ہے کہ آپ نہ چاہتے تھے اسکی چیزوں کے وجود اور ان کے اثرات کو مانتے ہیں جو غیر مرئی ہیں۔ (انہی کیسے دیتی) اور اس کو

آپ نے شک نہیں دیکھتے لیکن آپ کیسے اس کو دیکھتے ہیں۔ بڑی روکوں آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ یہی رو آپ کی ضرورت کی گاتی ہے۔ کہنے والے کہیں کہ کہے کے کم اس بات کو دیکھتے ہیں جن میں برقی رو پیدا ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان بات کو دیکھتے ہیں جسے ذریعہ دیکھنا کام کرتی ہیں۔ مثلاً باقی تختہ و دیگر آلات حاضرات ایسے مسائل میں صرف اس دلیل سے کام چلا ہے جو اسکا نام ہے خدا کے وجود کو ثابت کرنے میں پیش کی ہے۔

روحانیات و قلمیات

(تختہ نظر نہیں آتا مگر حکم عمل رہا ہے۔ گھڑا کریم ذات ہے اور اسوار کا پتہ نہیں) روحانیت (جائے روح کا مقصد ہے) کوئی فی چیز نہیں بلکہ ہر نسل۔ ہر ہمد میں حیات بعد امارت پر یقین رکھتی چلی آئی ہے اور اس حد تک کہ زندگیوں اور فرخوں میں سرمہ بیا کام کا مکان بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ اسکی نفسیاتی قریبہ جو کہہ بھی ہو۔ مگر یہ ایک تاریخی حقیقت کہ بعد جاہلیت میں اس یقین کا اثر "شعب" تھا۔ اس وقت کے جاہل اور غیر متدین لوگ جب مردے کو خواب میں دیکھتے تھے تو بتا جیسے وہ جاگ رہے تھے کہ مرنے والے کتنے نہ لکھیں۔ اب بھی موجود ہے۔ اور ہم سے اس حالت میں ذکر ہم کہہ سکتے ہیں۔ یہاں اس بات کو نکالنا کہ جن میں کر لیا جئے کہ تیار ہیں اور حیات کے اس دور میں جن کو اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اس کو اسکرورایڈ کہا جاتا ہے۔ روحانیات کے بعد (سرمہ) کا بیان اور سوچنا کہ ہم اس تاریخی شہادت رکھتے ہیں۔ سرمہ اسکا ایک ذکر تھا۔ اس کے معانیات تھی کہ اسکی کامیابی نصیب ہوئی کہ دور دور سے لوگ اس کی کو پہنچنے کی غرض سے آئے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سرمہ کی کافوریت میں آ گیا۔ سو فیصد کہ سائنس میں سرگز رنے کے بعد روحانیت کا قائل ہونا پڑا کیونکہ اسکرورایڈ کی مشادہات اور اہامات کا ذاتی تجربہ ہونے لگا تھا۔ اور وہ حقیقت جذب و وجدان میں بڑے سے بڑے اولیاء و فاضلین اور روحانیان و دین مشاف کا وہ انصاف و مروت جو ان کو حاد و خیرہ کو بچا کر لیا تھا۔ ان دنوں سے سرمے کی حاصل کر لیا کرتا تھا۔ اس وقت تک نفس تحت اشعر یا اشعر نفسی Subliminal Sell کے لوگ واقف نہ تھے جس نے

کھینچے گئے کہ روئیں براہِ راست ہم سے کاغذ ہوئی ہیں۔ اہل لوگوں کے بعد اور بھی حاضریاں
زودانیت مگر رہے ہیں۔ جن کی کاوشیں ناگہان متاثر ہیں۔ یہ انہیں کی حقیقتات کا نتیجہ تھا کہ آخر کار
پروفیسر نکمہ۔ پروفیسر ریٹ اور ایف۔ ڈی او ایچ ہائوس نے ان کی ضرورت محسوس کی کہ ان مشاہدات
روحانی کی تائید کے لئے ایک قاعدہ انجمن کاظمی کی اس انجمن کا نام ”روحانی حقیقتات کی
انجمن“ (S.P.R) رکھا گیا۔ اور ٹیکنیکل جتنی یا نقل انکار (قش و رنگ) علوم و فنون کاغذی اور
مذہبی (خود کاغذی) غیب نانی اور اس قسم کے درجہ سیکڑوں مظاہر روحانی کی تصدیق و تحقیق کا بیڑ
کھینچا۔ اس کے بعد دیکھ لے بعد دیکھ کر سے برکاتیں۔ ولیم جیمز آکلارڈ ناؤ فیرا جیسے بڑے بڑے فلسفی
رہ چکے ہیں اور اس انجمن کی کارروائیاں ۲۵ برسوں میں (تعب صدی قبل) شائع ہو چکی ہیں۔ یہ
انجمن سائنس کے جدید اصولوں کے مطابق کام کرتی ہے اور تفاسات و حقائق کو تسلیم و انہیں رد
کے مشورہ و ترغیب کرتا ہے جو مشورہ معمولی (میڈیم) سسز ہندو کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔
سسز ہندو پر ایک عجیب خود کی طاری ہوجاتی ہے۔ اور اس حالت میں وہ خود نوکھنایا برانا شروع
کردیتی ہے اور یہ کہ کر اسکو اکثر انکیبا تو کاظم ہو جاتا ہے جس کی خیر اسکو صریح ہوئی نہیں
سکتی۔ نہ پہنچتا ہے کہ کوئی نہ کوئی فوق الہی ہے جو اس ضرورت سے اپنا معمول بانٹتی ہے فی الحال اتنا
کہہ دینا کافی ہے کہ آج کل کے عالم کی حالت یہ ہے کہ اس کو پہنچنے پر مجبور ہیں کہ کمال الہی
سے مکالمے اور سراسر ہو سکتے ہیں کہ ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے ہر اسے میں نہ
حائے عقلی شہدہ و دیار اور فیرا بھی کام کرتی ہیں۔ لیکن ہمیں اس کا وہ ہر حقائق سے قیادار
نہیں ہو سکتا۔

خود نوئیں

آج کل جس مسئلے پر سب سے زیادہ اوجھل مچتی ہوئی ہے وہ خود نوئیں اور خود نوئی کا مسئلہ ہے۔
خود نوئیں کی صورت یہ ہے کہ معمول پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اور وہ خود، خود، خود کچھ گھٹے یا
بہت لگ جاتا ہے عموماً یہ کہہ سنے والے کے طوفاکات ہوتے ہیں۔ یہاں یہ قیادنا ضروری ہے

کہ ہر شخص محسوس بین کہ سب نہیں ہو سکتا خاص خاص لوگوں میں اس قسم کی ترقیاتی کی
صلاحیت ہوتی ہے۔ اور وہی اس کام کو کرتے ہیں وہی رہتی ہیں روحانیت کا ایک دیر دست
موضوع ہے۔ بعض اساتذہ میں جبر شریا کا غلبہ ہوتا ہے۔ یعنی دوسروں کے دل کی باتیں جان
پہنچتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں ایک فوق العادیت قوت اور ایک شہم کہ باضروری ہے اور نہ اسطہدات
کی توجہ نہ لگتی ہیں۔ (پروفیسر جھول کو کچھ دلی لکھتے ہیں)

آئینی واقعات

آخر میں بھوت پرست اور جن کے مسئلے کے بھی روحانیت میں ایک مسئلہ سمجھتا ہوں۔ اور جن
کی توجہ بہرہ و خیر بھی انہیں نظر سے ہوتی ہے۔ جن سے روحانیت کے مسائل حل ہوتے
ہیں۔ میں اس جگہ خود نوکھنایا اور ناکا ناٹا سے کام لینا نہیں چاہتا۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ
بھوت پرست کے مسئلے کی حقیقی کیا ہیں؟ ”جن“ کا مفہوم قرآن میں کیا معلوم رکھتا ہے؟ ان الفاظ کے
خود ہی معنی ہوں۔ جو کام نہ سمجھ کر لے ہیں یا جو کاروں میں اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ایک دنیا
ایسی ضرور ہے جسے ہم نے ابھی نہ جانتی تھی اس سے نہیں سمجھ سکتے۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ اس قسم اور روحانی
مظاہر کی توجہ نہ لگتی تھی ہے یا نہیں؟ میں یہاں ان نظریات پر بحث نہ چاہتا۔ جو محمد
جانبیت میں انسان کے اندر حلی مسائل کو اس کے پہلے نہیں لکھتے تھے۔ مجھے صرف یہ دیکھنا ہے کہ
موجودہ سائنس اور معیارات کی بناء پر ان مباحث کے سلسلے میں کیا کہا جاسکتا ہے آج کا دنیا نے
تغیبات کی سطر حقیقت ہے کہ انسان کا کمال دوسروں پر مشتمل ہے۔ ایک تو شعوری ہے دوسرا غیر
شعوری کی حقیقت اشعوری انہی انکیبا کی کیفیت کا کام دیتا ہے جس میں انکیبا کا احساس تک
نہیں ہے۔ جو ہمارے شعور کی سائے کے نیچے لی پڑتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہماری شعوری زندگی کا
دار و مدار انکی کیفیت غیر شعور (دو کیفیتیں جو شعور نہیں آتیں) پر ہے۔ نفس (انسانی) ایک سمور
کی ذائقہ ہے۔ اور یہ کیفیت شاعر (شعوری) کیفیتیں جن سے ہم واقف ہیں۔ مثلاً یہ ہیں۔ غلب
جزیروں ہے انہی ان جزیروں کے صرف ان حصوں کو محسوس کرتے ہیں جو سڑے اوپر ہیں۔ لیکن

شمار کے شمس، چاند کے برصوفی کی کشف و کرامت اور نبی کے الہیات میں ظاہر ہوتی ہیں۔ فرانس کے مشہور فطلس برمسائے نے اہمیت واضح طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ انسان کے عقل و حاس اس نے بنائے ہی نہیں گئے۔ کہ وہ آسمانی کے اسرار کو سمجھ سکیں۔ اس کا نام اہلہام دہیے کیسے وہ جان کی ضرورت ہے یہ وہ جان باہم ہمارے نفس "خیر شر" کے اندر جمبول و مضطرب رہتا ہے زندگی کی تحقیقوں کا گھوسل کرنے کیسے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اس وجدان (اشہوری قوت) کو برہنہ اور سکھ سے نکل کر نئے دکھائے کہ اس موقع دین بھر بتولی شیفہ، یکھو وہ آگے سے کہ نہ دیکھ دو احباب میں اشہوری کی شمع کو بیٹھ کر سے نہیں تو کبھی کبھی بھگوان چاہتے بھر عالم نورد سے صرف اشفاق کی آیت سائی دیکھی۔ بلکہ وہاں کے تمام ہوسے آگھوں سے راستہ روشن اور چاہئیں گے۔ مگر ہاں پہلی شریک

مردانہ اور نوجوان خود پاک جس
بہر اہل ان اور ما اہل کہ

(پہلے تم اپنے دل کے رنگ کو صاف کرو۔ پھر اس نور کا ادراک کر سکتے ہو) جب تک انسان کی آگھوں پر عقل و دوش کے پردے پڑے ہوتے ہیں۔ اس قوت تک اسکو حقیقت کی صرف بیرونی سطح نظر آسکتی ہے جسکو عقل منی میں چھپا ہوا ہے کہہ سکتے ہیں۔

اے مالک گل میرے والدین پر رحم کرو
روحانی مراسمات

حاضرات امداد کی گفتگو میں آپ سب سب پیر کا نام جن کے پچھے ہیں یوحنا (مسیح) کی رہنے والی تھی اور خود نوکیلی (یا آئینہ) دانگ (کے ذریعے روحان سے عبادت وصول کرتی تھیں۔ ان کی خود نوکیلی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ استغراق کی حالت میں کبھی یاد نہیں تھیں۔ جب وہ استغراق کی حالت سے باہر آتی تو اسے شدید تکلیف ہوتی۔ اس کا بیان تھا کہ یہ دنیا۔ ان کے متقابل میں (یعنی استغراق کی حالت میں جو دنیا نظر آتی ہے) بھدی۔ بد رنگ اور بے حر و نظر آتی ہے جہاں کی ہیریں وہاں (علم ہمزخ) کی پیڑوں کی نسبت کردہ اور بد صورت تھتی تھیں ایک چار چوسا کا

ہے ایک دفعہ اس نے ہوش میں آئے کے بعد کہا کہ مجھے تم لوگوں کی ضرورت نہیں۔ مجھے وہی دنیا زیادہ مرغوب ہے تمہاری صورت دیکھ کر مجھے ہشی آتی ہے۔ مختصر یہ کہ وہ کبھی نہ جاتا اور بد قولہ ہو میں کبھی گوارہ نہیں کر سکتی کیسری صورت بھی تم جیسی ہو۔ کیا تم لوگ واقعی زندہ ہو؟ اس دنیا (عالم ہمزخ) میں جو لوگ ہیں۔ وہ تم سے کچھ زیادہ مدعا نظر آتے ہیں۔ سب سب پیر کا یہ بیان بھی ہے کہ جب میں اس دنیا سے قطعاً حلق کر کے (بحالت استغراق) دوسری دنیا میں پہنچاؤں ہوس تو وہاں کے لوگ مجھ سے بھگت ہوئے کے لئے جب معلوم ہوئے ہیں اور جب کبھی سوچنے پڑتے ہیں۔ مجھے کوئی پیغام ضرور دے دیجئے۔ ڈاکٹر ایچسن (Dr Hodgson) نے جب سب سب پیر کا امتحان لیا۔ اور اس کی قبر میں (مراسلات) کی تحقیق کی تو وہ مدد دہیہ مطلق (حقیقی) اور سرگئے تھیں اس کی ساری تحقیق اور نتیجے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ دنیا روحانی سرا سے متوفی لوگوں نے نکھوئے ہیں۔ اور وہ لوگ سرگئے کے بعد زندہ ہیں۔ ڈاکٹر پاس کوئی عام آدمی نہ تھے۔ جو خوش اعتقادی میں مبتلا ہو کر ہر راہی پیڑ کا "ہونی" سمجھتا ہے وہ بلکہ بڑا فکرمند کا عقلی اور علم دوست ہو گیا ہے۔ پروفیسر ہائرس نے سب سب پیر کے مراسلات کو چھانڈا اور وہی اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ کسی طرح جی بے فریب اور معنی میں نہیں کہہ سکتے کہ نہ خود کی کہ نہ خود کے ہاں میں سب سب پیر جو کچھ کہتا ہے یا کہہ سکتے ہیں کچھ میں آئے کے بعد اس کو مطلقاً اس کا علم نہیں ہوتا سب سب پیر کے ہاں میں یہ رائے صرف ڈاکٹر پاس کوئی اور پروفیسر ہائرس کی ہی نہیں ہے۔ ان کے بعد کے نظریات اور اسکے مراسلات کا مطالعہ کیا ہے وہ سب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ واقعی سرگئے والوں کے عبادت ہیں جو انہوں نے سرگئے پیر کے قلم سے لکھوئے سب سب پیر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ دوسرے معمولوں کی طرح عوامی تہنیت سے بیحد اثر قبول نہیں کرتی تھی تو اس سے بالکل عوامی خند وادی ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کوئی عوامی تہنیت کا کارکن نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سب سب پیر میں اثر پڑی کی ملائیت موجود ہے۔ انگریز یا ہونا ہے کہ قصد اور ارادے کے بغیر اس پر بے خودی کی حالت ہادی ہو جاتی ہے۔ پروفیسر ہائرس لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سب سب پیر سے فرانسیسی کی فرمائش کی گئی۔ متقدم یہ تھا کہ اس طرح سب سب پیر کے اور دوسرے وجوہ کے متعلق کچھ معلوم

مرچو

رحم کرو

کیا پائے جس کے ذریعہ دوسرے دنوں سے ہم تکم ہو جاتی ہے۔ سبز پتھر کو کئی بار بینی کا اطلاق کیا جاتا تھا۔ بہرحال اس نے جو بینی پر نظر میں چاہا یہاں تک اسے کچھ نظر نہ آیا بہت دوسرے روز تک جاگے کے بعد سبز پتھر کو سخت درد مانی ٹکان اور جس کی ٹھنک کا احساس ہوا۔ اسکو اب محسوس ہوا کہ قہقہے کی سی رات میں اسے کھات گرد ہوا تھا۔ سبز پتھر پر جب بے غلویں مار دی جاتی ہے تو وہ اپنے کو ٹوٹ "Phinuit" کہتی ہے یہ اس کے ٹوٹنے (تکڑا کر) کا نام ہے جو بحالت استرخاء اس پر مسد ہوا جاتا ہے جب دوسری بار سبز پتھر اس کیلئے سے دو بار دہرائی تو "ٹوٹ" نہ کیا کہ وہ یکبار پہلے بھی آقا تھا۔ رگڑ کر کوئی ایک طرف حوجہ نہ ہوا۔ یہ بینی کے دھانے کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ جو بینی کے ٹھوڑی دیر کے لئے سبز پتھر کی ذہنی کیفیت کو ابھار دیتا تھا۔ سبز پتھر پر جب "خواب کی حالت" حاصل کی جاتی ہے تو وہ دیر نہیں ہوتی۔ یکدم مرتبہ ہوا ہوا اکثر بھی کیفیت بمثل ایک دم قائم رہی اور "ٹوٹ" اس سے زیادہ نہ کہہ سکا کہ میں غصہ نہیں سکتا۔ ٹوٹ کے بارے میں اس کا خیال لینا ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے کو ایک اور حالت میں جاسوز پتھر اور عام طور پر کاروبار میں اپنا جسم رسانی کے لئے استعمال کیا ہوتا ہے۔ اس کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ سبز پتھر میں صحت کرنے کے چند وقت بعد تک تو راجوں کے پناہ دہ کار کو کھانگا ہے۔ پھر یہیں جاتا ہے جہاں فیروزہ بکس اور چھوڑ دیا جاتا ہے۔ سبز پتھر میں کئی لگائے گئے تھیں بات کا پتہ چھوٹیکہ سبز پتھر کے دوسرے درجہ درجہ کاروں سے ملے ہوئے ہیں۔ یہاں سے معلوم حاصل کرنے نہیں ہوتا ہے۔ لیکن سبز پتھر کو حلف کوئی شہادت نہیں ملی۔ سبز پتھر نے بھی ان لوگوں کے ذہنی حالت جاننے کی بھی کئی کوشش نہیں کی جن سے وہ بھی واقف تھی۔ اور جو خفرت اس کی احساس میں شریک ہوتے تھے ان کو اس نے سبز پتھر کی روت سے ایسے درد مانی پیغام آتے (عمل سے وہ کھٹا واقف نہ تھے) ان کو اس نے سبز پتھر کی روت سے ایسے درد مانی پیغام سے جین جین کے متعلق نہیں لکھیں۔ یہ کہ یہ پیغام صرف مرحوم رشید و راہ دست علی دے سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ سبز پتھر کی ذہنی شک و شبہ سے باخبر ہے اس میں ضرور روحانی معمول کا انگلیشن ہے

تعارف S.P.F.

The Society for Psychical Research (London) نے کر دیا۔ جو اس قسم کی تحقیقات کے سبب عالمگیر شہرت رکھتی ہے۔ امریکہ کے علمائے نفسیات پہلے سے ہی سبز پتھر کو جاننے لگے تھے۔ کئی مرتبہ پروفیسر جس نے ۱۸۹۵ء میں سبز پتھر کا مطالعہ شروع کیا۔ چھوٹی نشتر میں پروفیسر جس کے ٹھوک و شبہات دہلے ہو گئے۔ خود پروفیسر جس کا بیان ہے کہ سبز پتھر سے میری جیانی حالات ۱۸۹۵ء کے موسم خزاں میں ہوئی اس سے قبل میری خوشحال

(Mrs Gibbens) نے لکھا ہے (ماضیات امریکا) کے اشتیاق میں سبز پتھر سے مل جاتی تھیں سبز پتھر نے میری سسرال کے بعض متنی افراد کے کام اور حالت جاننے میں کافی فیئر کو ملے ہوئی تھیں سکتا تھا جی اطلاق میری سال (Miss G) کو پیش آیا۔ میری سال اپنے ساتھ ایک خط لے گئی تھی۔ جو اطلاق وہاں میں تھا سبز پتھر نے حکمرانی پیشانی سے لگا کر کھانگے والے کے بہت سے غلطی حالات بیان کر دیے یہ بالکل معجزہ باج تھی۔ کیوں بعد میں خود اپنی بیوی کے ساتھ سبز پتھر سے ملے گی اور اسی شخص کا دور سر اٹھا لیا گیا۔ سبز پتھر نے اس کا حیدار دیکھے حالات اپنی وضاحت سے تانے کے نہیں تسلیم کرتے تھے سب کچھ وہ ہم بے غلویں کی حالت میں کئی کئی بار فیئر کر لے اپنے رشتہ داروں پر یہ نہیں لگا کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ سبز پتھر سے کس درجہ متاثر ہیں؟ انھوں نے ان واقعات کی دوسری تاویلیں کر کے لکھ کر اس کی ہر ایک شخص سی (تحقیق مال کی) میں دل جاتی رہی۔ چنانچہ پھر کچھ دن بعد پروفیسر جس پھر سبز پتھر کے پاس مجھے تاکہ ایک مرتبہ پھر ذہنی نقلی اور تحقیق کر سکیں۔ ان کی بیوی کے علاوہ اور کوئی اس کے ہمراہ نہ تھا۔ اسوں نے سبز پتھر کو جسے متاثر کر اس سے نہیں اس کے پھر رشید زمان کے پاس آچکے ہیں۔ اور یہ یہ متاثر کر سکتا تھا کہ اس میں۔ سبز پتھر نے راجوں کے کام جاننے شروع کر دیا۔ یہاں پہلے بھی پروفیسر کے رشتہ داروں کو بتا گیا تھا۔ روحانی معمول نے سبز پتھر کے ہاں کئی پروفیسر جس کے شہر کا نام پہلے Neblin اور پھر Glin بتایا۔ حالانکہ اصل نام Gibbens تھا۔ چھپنے میں پروفیسر جس کا ایک لاکھ جس کا نام Herman تھا۔ ٹوٹ ہو گیا تھا

مرچو

پیر رحیم

ہوئی۔ ڈاکٹر پسن کی روح آتی اور گھوڑے لگی۔ میں پسن ہوں۔ (ہاں ڈاکٹر پسن) میں نے تمہاری سو دہائی۔ تم مس پاپ ہو۔ سزیا پاپ (معمول) ہے میں تمہیں پا تا تھا ہوں۔ میں خوش ہوں۔ یہاں کا بہت دشوار ہے۔ ب مجھے معلوم ہو کہ (جلسہ حضرات رواج میں) اگر استاد کم کیوں آتے ہیں۔

میں پھر جس مسئلہ میں آج بھی مل رہا تھا۔

۲۳ دسمبر (۱۹۵۷ء) کو سر جس اور پاپر جس حضرات میں بیٹھے۔ اس مرتبہ پسن کی رواج سے ڈاکٹر گری کی بجائے معمولی (سزیا پاپ) کی آواز سے کام لیا۔ اور اپنے وجود کا پورا ثبوت دیا۔

کیوں کیا یہ بی (جلسہ) ہیں۔ کیا سز جس اور بی میں خدا تم پر اپنا فضل نازل کرے۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ (قیصر ڈاکٹر) میں گویا تمہیں کے کبر سے میں کھڑا ہوں۔ (قیصر) مجھے راستہ ملی اور میں یہ بات لگتی کی۔ دراصل ہماری ہاں میں شہرت سے ہوں۔ مجھے ہونا نہیں دیکھ کہاں ہے؟ اتنے میرا سر ہم کو در کو کہ یہاں مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے۔ میں اسے ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ فرماؤں شہرت نہیں کروں گا۔ سنتے ہو؟ مجھ کو یہ یاد رہا کہ ابو تاب نہیں ہے۔ لیکن ذرا میرے کام میں تمہیں سزا پاپ یاد رہے گا۔ (ڈاکٹر پسن) میں پاپوں کو کبھی یاد نہیں رہتا (ڈاکٹر پسن) روحانی حلقہ (سب کچھ جانتے ہیں) میں یہاں ہمارے سب کے سب کامیاب ہیں۔

(پھر غزوی رہے کے بعد رواج آتی ہے۔ اور کہیں یہ کہانی ہے کہ لی؟ یہی کہاں ہے؟ تم کیا لکھ رہے ہوں۔ آج کل تم کچھ پیر افکار کر رہے ہو؟ انہیں آواز دینا چاہئے ڈاکٹر پسن ڈاکٹر پاپر جس جس کے ساتھ پیکر Chocorwa کی تصویر تیار کرتے تھے۔ اچھا تو آواز دینا رہا کہ کیا کروں مگر کڑوں کے ساتھ نہیں، مثلاً یہ کڑوں کے ساتھ تیار کرنا تھا۔ یہ اچھا تھا۔

اسکے بعد بی ڈاکٹر اس حضرات میں سزیا پاپ کے ساتھ بیٹھیں پسن کی رواج نے ڈر سے نہ نئے تھے جان سکے۔ جن سے ان دنوں کی یاد رہ رہی تھی۔ جب پسن اور بی کی ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ڈاکٹر پسن (کی رواج) سے کہ مجھے وہ دیکھ لو وہ ہیں۔ ہمیں تمہاری ماں

تمہاری سز پاپ رکھا کرتی تھی۔ مجھے وہ اچھی مر رہا وہاں کتنے کتنے تھے وہ؟ میں ان کو بنگ دیکھ رہا ہوں۔ (ڈاکٹر پسن) میں کہ جب میں لوگوں کی دعوت کرتی تو ان بھولوں کو کڑوں سے سز پاپ لکھ کر دیا کرتی۔ جو میرے مکان کے قریب کہا کرتے تھے۔ اس کا مکان بہت کم ہے۔ کہ پسن نے اپنی زندگی میں اس گھلائی گا ڈاکٹر سزیا پاپ سے کہ ہمارے چچہ کوئی عام رہا تھا اس لئے یہی نہیں کہیں کہ سزیا پاپ لکھنے پر نے جن کی آواز ڈاکٹر پسن اسٹیشن کر رہے تھے قیاساً یہاں کہا ہوا گا۔ ڈر نے پوچھ تمہیں یاد ہے کہ تم جان رہے تھے کہ ساتھ کچل کے ٹھکانے لگے تھے۔ کہاں گئے تھے تو میں نے بھولے سے اس کا نام بتا دیا پسن۔ جان رہے؟ اس کا نام جان رہے؟ پھر اسوں نے تم نے مجھے اس کا نام بتا دیا۔ کیوں بتا دیا۔ مجھے خود یاد آ جا تا ہوا کہ کتنی میں سو رہا ہوا کہ ایک جزیروں سے میں گئے تھے۔ راجس کے دفاتر ہمیں اپنی بھینچیاں رکھنے میں جودت جیسی آتی تھی۔ وہ ہمیں بنگ یاد ہے۔ میں بنگ یاد ہے۔ پوچھتی بھینچیاں مشکل سے ملتی تھیں۔ اور پھر وہ سب کی سب خالی ہو گئیں۔ اس سے پوچھو۔ انہیں یاد ہے۔ ڈاکٹر بیان ہے کہ پسن نے کچا کھا بھی ہوا تھا وہ جان رہے کھلا وہ کسی کے ساتھ جانے کو تیار نہ تھا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ وہ لوگ ایک جزیروں سے پاترے تھے۔ کچھ ایسا اصرار کرتی تھیں کہ کرنے کے بعد پسن نے پھر لکھ۔

خبر کو وہ کچھ ایک مرتبہ کر کے کڑوں میں تیار سے مکان پر لگ گئیں۔ ان کے ساتھ اسے ایک سزا پاپ لکھ کر دیا۔ ان کے ساتھ ایک دلچسپ گفتگو کی۔ تم نے اس سے کتنی بھلائی دیکھی؟ پھر اسے دتی تھا پسن وہ مجھے بولی رہا ہے۔ صورت یہ ہے کہ دنیاوی زندگی کے بارے میں میری یاد میں اب غیر مسلسل اور سہجہ ہو گئی ہیں۔ کہیں سے کچھ یاد ہے کہیں سے کچھ انہیں اس شخص کو میں بھولا نہیں ہوں۔ روحیات اور سزا کے حلقہ اس سے کہیں دلچسپ گفتگو ہوئی تھی؟ مجھے رائے (Rayce) نامی ایک شخص بھی یاد آ رہا ہے۔ جو تم نے لے لیا تھا۔ (ڈاکٹر نے اس کی تصدیق کی)

سزیا پاپ کے روحانی مراعات سے نہ بڑھے۔ اس ملنے میں وہ کتبہ پائے نظر ہیں۔ ایک کا بیان یہ ہے کہ ڈاکٹر گری کی ذریعہ یا معلوم کی زبان سے راجس کے جو بیانات سننے ہیں۔ وہ

مرچو
پیر

در حقیقت سرے والوں ہی کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لیکن علما نے تعلیمات کے دوسرے شعبے کا خیال ہے کہ یہ سب "قلب خروانی" یا قیاس ریاضیہ (دوسرے کے دلی مضامین پر چڑھنا) کا نتیجہ ہے۔ یعنی مضمون جہلی جس کے ذریعے لوگوں کے قلب کی کیفیت اور ان کے دلی خیالات پر چڑھ لیتا ہے اور انہیں مردوں کے پیغامات کے نام سے حاضرین کو نشانہ دیتا ہے۔ اس خبر کے پوچھنے کو بالکل ہے بنیادیں کہ یہ ممکن۔ لیکن ہے کہ مردوں کے فرض کردہ بیانات اور بیانات کا ساتھ دینا ضرور۔

قلب خروانی " (دل کا خاص چڑھ لینا) کا نتیجہ ہو۔ حالت بعض پیغام ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی نوعیت بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اور بعض معلوم ایک ہوتی ہیں۔ جو سرے والے کے ساتھ دلی ہو جاتی ہیں۔ ان مضمون کے بارے میں یہ خیال ہوگا۔ (بشرطیکہ اس کی تصدیق ہو جائے۔) اسے بلاشبہ حقیقی ہی کی طرف سے تصور کیا جائے مثلاً ایک وفات و قتل شخص نے مضمون کے قتل سے پہلے ہی کو یہ پیغام دیا کہ میرا راز دینے خفیہ کا کاف میں ملاں بیگ کے عذر میں ہے اس رقم کو نکال کر راز خیر میں صرف کرو۔ اس پیغام میں خفیہ کا کاف نہ لکھا گیا تھا۔ یہی کو ہرگز شوہر کے راز کا علم نہ تھا لیکن کرنے کے پیغام کی تصدیق ہو گئی۔ یہ پیغام کا کوئی تعلق قلب خروانی سے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ کسی کے قلم سے نہ تھے نہ قلم سے نہ لکھے گئے۔ اس سے مراد ہے کہ یہ ایک طریقہ ہے یا نہ ہو۔

پلانچٹ کے متعلق تجربہ

پلانچٹ کا نام اکثر لوگوں سے سنا ہوگا۔ اور بہت سے لوگوں کو دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہوگا۔ یہ پان کی شکل کی ایک چربی تختی ہوتی ہے۔ جس کے کچلی طرف دوپے لگے ہوتے ہیں۔ اور اس کے گویا نوک پر نور خیمہ غسل لگائی جاتی ہے۔ وہ دوا دھوا یا ایک ایک ہاتھ لکھیں گے سرے لکھے سے یں میں رکھ دیتے ہیں۔ اور مردوں کو طلب کرتے ہیں۔ حقیقی جاتی ہے اور حجابات لکھتی ہے۔ پلانچٹ سے میرے تصدیق کی ابتداء اب امتداد سے ہوئی ہے۔ اور تہذیب پر قسم ہوتی ہوئی میری پلانچٹ منکوحانہ میں تخریج کا ایک مسئلہ تھا۔ لیکن چند تجربات کے بعد اس نے ایمان نہیں تو ایمان

ضرور پیدا کر دیا۔ میرا مدعا یہ ہے کہ کوئی صاحب غلو نہیں جس جملہ نہ ہوں۔ نہ دیکھنے پہلے اس کا اعتقاد تھا نہ اب ہے۔ مجھے جو تجربات حاصل ہوئے۔ لیکن ان کا بیان قصود ہے کہ میری حال سوچنے کے لئے کافی مواد مل سکا ہے۔ لیکن تھا کہ کئی غلو خاص کے بعد پلانچٹ کا راز کچھ میں آ جاتا۔ یہاں مجھے یہ بھی بتا دیا جائے۔ کہ پلانچٹ کے ذریعے جن مدعوں سے رابطہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ کچھ زیادہ قاش کوئی سے کہ نہیں لکھتیں نہ بہت کم "مطلب کی بات" ان سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ بعض اوقات ایسے حیرت انگیز اور غیر متوقع جہلات موصول ہوتے ہیں کہ خواہ مخواہ ایک نقش پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ ہر روح کا پیغام نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہاں یہ کہ جب پہلے مکمل پلانچٹ پر عمل شروع کیا گیا تو نام لے لے کر مردوں کو طلب کیا گیا۔ تو کچھ ایسی نمایاں اور عجیبانہ شکل کا سبلی نصیب نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ روح اپنا نام قصود جاتی۔ اور ایک آدھ سوال کا جواب بر وقت دیتی۔ کا ہند پر دھرے اور مردوں کی بھرتی۔ چھوٹی، چھوٹی، چھوٹی مٹوس لفظ لگتی اور بار بار وضعت کر دینے کا تقاضہ کرتی۔ مثلاً "جائے دو" سوچت نہیں، پھر دیکھتے کام ہے۔ اور غیرہ وغیرہ۔ پہلی مرتبہ راجح جہلات اس وقت سے آئے شروع ہوئے جب یہ شرط لگائی گئی کہ کوئی مسیود ایک ہفتہ روح آئے۔ حقیقی کے پچھنے پر پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ جواب لکھا گیا "میں" اور دوسرے کے پچھنے پر لکھا گیا "جواب"۔ یہی وہ "میں" اور "جواب" کے الفاظ تھے۔ یہ بات لکھنے کے بعد میری آپ جواب دی گئی؟ ثبوت میں جواب دیا۔ چند اور مدعوں کے سوالات کے بعد جب ہم ان کی روح کو وضعت کرنے والے تھے تو دیکھا کہ پلانچٹ خود بخود چلنے لگی۔ دیکھا تو کھنکھاتا کہ اب میری بھی ایک بات سننے کی گھر فرمائیے۔ یہی بات ہے؟ تو لکھا پہلے (اور اس کے بعد ڈیڑھ لکھا) میرے بچوں کے واسطے وہ کیجئے۔ یہاں نے باپ کے ساتھ جتنی کی۔ (دوسرا ڈیڑھ لکھا) میرے نام پر رکھ دیتے۔ ثواب ہوگا کیا کی بہت بہتر۔ جواب لکھا گیا میں "ب" کی شکل گز رہوں۔ لکھے بعد پوچھا گیا کہ کیا آ جانا جاتی ہیں۔ جواب دیا تو بہت ہو گئی ہے۔ اب اگر کچھ اور پوچھنا ہوتا یا نہ ہوتا دیکھتے۔ مثلاً کوئی اور وضعت کرنے کے بعد کسی دوسری ایک روح کو؟ نے کی وضعت دی گئی۔ اس دفعہ چھپتا ہوہر کی روح آئی۔ لکھا کہ میں لکھتا ہوں ہر کی روح۔ یہی اور دوسرا

میں روئیں تھیں۔ بھینوں نے سب سے پہلے اس قدر تہذیب و شائستگی سے گفتگو کی۔ جب حضرات درج میں ایسی روحوں سے سابقہ نہ تھے خوشی ہوتی ہے باہر کی روح کو سلام کیا گیا۔ جواب ملا: آہورہے۔ پوچھا تم آپ سے کچھ پوچھ سکتے ہیں۔ جواب ملا: میں ارشاد فرمائیے والوں میں سے کسی نے سوال کیا کہ آپ تو بادشاہ ہیں اس قدر انکساری سے کیوں گفتگو کر رہے ہیں؟ جواب ملا: پادشاہتم نہ کی نظر میں سب یکساں ہیں۔ پوچھا یہ تو تائید کس پانچھ پر روئیں کس طرح اور کیوں آتی ہیں؟ جواب ملا: آپ مجھ سے وہ بات پوچھ رہے ہیں جس کے تائید کی اجازت نہیں۔ جواب دینے سے قاصر ہوں۔ پھر ایک روح آئی۔ اس نے نام پوچھنے پر بتایا نور فاس سوال کیا کہ آپ کو کون؟ جواب ملا: انا ہوا قرآن میں نصرت کر دیا۔ پھر ایک عورت کی روح آئی جس کے نام کا ایک جزو چھ۔ تھا اس کے جوابات تھے۔ میں اور میں کی پہلی سوہن ادنی نور خدایا جنگی روح اچھی آپ کے پاس آئی تھی۔ میرے والدہ بڑے کی قہرمت کرتے تھے۔ کاردار اچھے نہ پڑھا۔ اب اور دو جو رہے ہر حالت دروں میں ہے۔ والدہ کے قتال کو آٹھ ماہ اور مجھے مرے ہوئے ۱۰ سال ہو گئے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں بتاؤ۔ نہ پانا نام نہا پھر کیا۔ ایک مرتبہ میرے ایک عزیز کے والدہ کی روح آئی۔ اوپر نام پوچھ کر پہننے کے لئے کہہ دیوں۔ پوچھ گئے جانا بتائیے اسے تو کچھ نہیں بتا سکتے۔ اس نے کہا کہ اس وقت میں روح نہیں آتی تھی۔ کتنی ہی دیر پانچھ پر ہاتھ نہ دیکھ رہے۔ یہ امر عوامیہ رہے اے جس سے نہ بیٹے سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس وقت چاہئے؟ جب جواب ملا کہ لئے (بیٹے کی طرف اشارہ ہے) جس وقت چاہئے گئے تھیں۔ خیر دوسرے روز بارہ بجے بیٹے کی سوجھوگی میں باپ کی روح کو بارہ گیارہ ورے ان کو کاتب کے کھٹاکر

میرے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے اس وقت اچھی طرح روئیں کہ حرف کر دیئے کہا تھا: بخش دیجئے گا اور فردوس میں جانے کا حکم دے گا۔ اب میں تم سے بھی معافی کا خواہشگار ہوں۔ پھر وقف کے حوالہ کھٹاکر اپنی والدہ سے بھی یہی کہنا۔ اگلے جمعہ کی سورتوں کو یاد کیا۔ جس کے آئے پر گنتی دھڑا دھڑاتی پھرئی اور آخر میں اس کے والدہ کا نام لکھ کر کہہ کر اس کا تودہ

تھا اس لئے آگئے۔ ان کے علاوہ در بہت سی روحوں کو کاتب کیا گیا۔ مثلاً شہنشاہ اکبر کی والدہ جہوں نے پچھلے پانا نام ہی نہیں بتایا اور کھٹاکر تم خیر ہو۔ لیکن حاضر ہوئی ہو۔ عجیب بات کہ حاضر کا کاتب سب روئیں لگتی ہیں۔ یہ کوئی نہیں لکھتا کہ آگئی یا نہیں ہوں خیر جب بہت کہ گیا تو والدہ کبر وادشاہ کھٹاکر بعض باتیں اور بھی نقل پا کر ہیں۔ کہ پور حلقہ کھٹے در پانچھ کو اس سے در پنا کر رکھتے کے بعد کر مجھے کا کوئی فرق نہ پڑھا پنا۔ یا نقل پڑھا گیا۔ تو پانچھ در کر وہاں جانا اور اس فرق کو کھٹاکر صاف لکھنے کی کوشش کرتا۔ پھر بھی کچھ نہیں نہ پنا کا نام ہی نہ کوئی اور فرق لکھ دیا جاتا بلکہ بعض اوقات منہ کی وضاحت کر دی جاتی۔ اس یہ لکھنا بھول گیا کہ اس روحوں میں جن کو نام بتام بلوایا گیا۔ صرف خیرچہ حسن نکلی کے خیر جناب صادق مرحوم کی روح لکھی تھا۔ جہ بہت جلد آئی بہت کثرت وادگی کے ساتھ ہر سو اس کا جواب دیا۔ آہنگل سے سوالات کے جوابات لکھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ کیا آپ جانا چاہتے ہیں۔ تو جواب دیا کہ نہیں اگر آپ مجھ اور پوچھنا ہیں ہیں تو پوچھئے۔ اس سارے تجربے میں صرف گئی کی روح ایسی تھی۔ جس کے چاہنا نہ پانا نہیں کچھ نہ کہنا کہ یہ ماہر کی حلقہ تھی یا تھی یا مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت مجھے پراکھ حاکم کلیتہً احترام بدری کی تھی گئی۔ اس کے آئے پر جب اس کا نام پوچھا گیا تو کسی قدر تہمت ہوئی۔ جب سوئیں سے اپنا نام "سولی" لکھا۔ اس وقت یہ میں بھی نہ پنا کہ ان کا یہ نام لکھا ہے۔ اس سے جو حلات کے لئے وہ سب مل پنا۔

سوال کیا آپ شہید ہیں؟

جواب۔ ہاں

سوال آپ کو کس نے قتل کیا۔

جواب۔ یہ سوال نہ کیجئے۔

سوال کیا سچا ہوتا ہے کہ آپ کا قاتل عندہ قضا سدا ہے؟

جواب۔ ہندو

سوال کیا آپ کو کچھ اپنی خبر پر اتفاقاً نقل کیا گیا؟

بہت جلد ہی سے جواب لکھا نہیں!

یہ ہے جان جناب! کسی انجیری کا ٹکڑے جان کی خاص چیز ہے۔ ایک ہماری رہنمائی نہیں کرتا۔ میں کہیں ذکر کر چکا ہوں کہ ایک رات میں شاعر انقلاب حضرت جوش آوری نے بھی پلاچٹ کر اپنا تھکے مشق بنایا تھا۔ درود اس آئے کہ از پیر مدحوں سے سوال جواب کیا کرتے تھے۔ انہوں نے حدود مرتبہ سے واقف تھے مجھ سے بیان نہ کئے۔ مرزا غالب کی اداسی سے سوال کیا گیا۔ کہ شراب نوشی کے درمیان میں جناب کی کیا رائے ہے۔ مرزا صاحب نے جواب دہ کی پہلی طرف کے لئے حلال اور کھٹافوں کے لئے حرام ہے۔ خود مرزا غالب نے ایک نازی شرمیں بیکی خیال ظاہر کیا ہے۔

چند عیالی مدح عام است کہ غالب

در حق غفلت از حق نگار غلام

اس رند پر جان نہ حرام ہے جو ہے غریبی میں لنگے گئے جوش صاحب نے اور بہت سے مرسلے والوں سے گفتگو کی۔ کہتے تھے کہ وہ حاضر است ادراج کی زد اور ایک رہنمائی لکھ دیا کرتے تھے اور یہ بڑا عظیم دھرم تھی کہ وہ ایک روز دین صاحب مجھ کو ہادی نظر اس دفتر پر چڑکی۔ وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ اب معلوم نہیں کہ وہ ادراج کیا لکھا۔ کچھ کہیں کے پاس ہے؟

روحانی حجتہ

نظر فرمائی دہلی قلم طراز ہیں کہ

یہ کہنا کہ عالمِ رواج سے ایک نئی فطرت (اداسی) وصول ہوئی ہے جیسے ایک شخص نے اپنی موت کے میں ماں کے ہونکے تھا نہ صرف مایا انواع بحث ہوگی۔ بلکہ بعض مطلق اس بحث کو معقولہ خیر بھی سمجھ جائے گا۔ یہ فطرت انگریزی زبان کے مشہور ادیب و فطرت نگار اسکروپنڈ کے دماغ کی پیداوار ہے۔ جسے خود مصنف نے غیر معمولی کارنامہ قلمداد ہے۔ لوگ اسے کسی طراز معروفا کرتا سمجھیں۔ البتہ یہ ضرور ناگوار ہے کہ یہ ایک طرزِ بحث ہے اس بات کا کہ ہم

ادراج سے بچتا اور مراسلات کا تار کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ کبھی مرسلے کے بعد نہ صرف زندہ رہتی ہیں بلکہ اپنی نظروں سے بھی قائم رکھتی ہیں۔ اس کو دیکھ دیکھ کے بہت سے مرسلے کو آزادانہ نگاری کے در پیر وصول ہوئے ہیں یا روحانی تحفے Oja Bord کے در پیر دیکھا بھی پلاچٹ کی طرح عمل کرتا ہے۔ اور پلاچٹ نگاری کا ایک ہیرا ہوتا ہے۔ جس کی لہائی زحالی ہوتی ہے۔ اس پر حرف بھی لکھی جاتی ہے۔ اس خطے پر ایک در چھڑا تھا ہوتا ہے۔ جس کی شکل دل کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس میں مودت کا تین اکسیر اور شرم کی ہوتی ہیں۔ جس کی روحانی ناچک بطور اشارہ کشکدہ کام کرتی ہے۔ جو صحت مطلوبہ باطنی اس تک چوٹی (نگاری کے بیٹے ہونے دل) پر آہستہ سے ہاتھ رکھتے ہیں۔ قواشاہ کرنے والی ایک نگاری حرکت کا مشاعرہ کرتی ہے۔ اور ہر ہر مطلوبہ حرف پر لہر کر کے کرتی جاتی ہے۔ تاکہ دوسرا آدمی اسے دیکھ کر اللہ کا عطا اور روح کرنا دے۔ جو مراسلات خود نگاری اور روحانی تحفے کے توسط سے وصول ہونے وہ کبھی صورت میں مسزوی اور سزا سمجھ معمول نے مرتب کر کے شائع کر دیے ہیں۔ اور دیکھ دیکھ کے روحانی مراسلات کے نام سے فروخت ہوتے ہیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مسز ڈی اور سزا سمجھ (روحانی مسز) ایک حاضر است ادراج کی ایک نشست کر رہے تھے۔ دوران کا ایک کچھ مردہ دوست کا بیٹا مصلیٰ ہوا تھا۔ اس کا ایک مسزوں میں گیا۔ کوئی پتہ نہ لگ سکا۔ دوسری صفت نے بیعت لی۔ اس کی دل کے حالات پر سزا سمجھ نے سوال کیا تو ان کوں ہوا کہ اس کے جواب میں ذیل کا بیٹا موصول ہوا۔ دین میں یہ مٹا دی کرے گئے اور دیکھ دیکھ مردہ نہیں۔ دندہ ہے۔ ذیل کا بیٹا مٹا دی صفت کہتا ہوں۔ لوگ حسن کی دیوی کی آواز سن سکتے ہیں جو پتہ نہ لگ سکتی ہوئی آواز دے رہی ہے۔ یا اپنی زبان فرما کر سے ششم کی صورتوں کو جان کر دیتی ہے۔ اس دنیا میں ارض حسن کی یاد ایک ٹھکانہ اور پیدا کر دیتی ہے۔ دنیا میں کسی کو لائے کی شرمی کسی گھونٹے کی مہمی کھارے اور کسی ہر کا غریب نہ تھا۔ جو میرے لئے کوئی بیٹا مٹا دی صفت نہ تھا۔ کسی ماں کا انکساف یا کسی شہل کو سن نہ کرتا ہو۔ تو یہ لوگ جام نیل کی چھت کی کرمت اور کس ہو گئے۔ مگر مجھے شراب حیات کے ذرونی جھوٹی ضرورت تھی (ذخیرہ ذخیرہ)

مرچ

اے مالک کل میرے والدین پر رحم کر

تو اس کا استقبال جس پر سر دی اور خود اس دلی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ہاضمی میں اس کا خواب گمانہ دیکھا جاب سکا تھا۔ تو پھر بعد چہ میں اس قسم کے غائی اعانت (پیرا نائل) اسطہ ہر کی تحقیق کے جو سرور سال ہو رہے ہیں۔ اور نئی تحقیق مستحق ہیں اور جتنے روح کے بارے میں سائنسی نکات کی حد سے جو ثبوت ہم پہنچنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اسکی تاویل و تفسیر کس طرح کی جاسکتی گی۔ یہ تمام ۱۳۳۳ فیض معلوم پر باہم ہیں اور ضروری ہے کہ ہم ان کی اس سائنس کا مطالعہ وہام و ظن کو دور کر دیا کہ حقیقت پندگی کے ساتھ کریں۔ سچے سے بہت سے لوگوں نے حضرت ابراہیم کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی حد و کتابت کی ہے۔ عبدالغفار محمد الستا (اور منزل کا پی) لکھتے ہیں کہ

ثانی کی روح

بعض صاحب امیری غائی عقل کی غریب چار سال قبل انتقال کر گئے۔ میں انہیں بچپن سے دیکھا کرتا تھا۔ میری پرانی اور ثانی کے درمیان (حالہ کو دیکھ کر میں جانتی تھی۔) ہمیشہ لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔ مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمیشہ ہر کوئی تھی۔ میری پرانی۔ میری ثانی، بڑی حال اور چھوٹے، میں کو پسند نہیں کرتی تھی۔ انہیں کتا خانہ۔ بڑے ہاؤس سے۔ بے محبت کرتی تھی۔ ۱۳۳۳ (۱۳۳۳) کا ذکر ہے کہ اس وقت کویرن کا ایک چھوٹا سا خانہ بن گیا تھا۔ جہاں اور بڑے ہاؤس کی تیسری منزل پر واقع بنے گھر میں سو رہتے۔ میر چھوٹا ہاؤس چلی چلی اور بچی سمیت چھت پر کھین سو رہا۔ رات بھر کو یہ چھت پہلے میری پرانی کی رہائش گاہ تھی جہاں وہ تنہا رہتی تھی۔ اور یہاں بڑے ہاؤس اور چھوٹی خانہ کو دھنسنے والی تھی۔ غیرت کان کان کو اس نے کافی شرفیل تھا۔ جیسے کوئی ہماری سادہ انحر سے آہر چلیک رہا ہو۔ میری ثانی نے بڑے ہاؤس اور کات کے حائل جگہ کے قریب چھت پر بچھا کر رکھے کیات ہے۔ کہیں کے ہر جہرہ آمادہ ہے۔ اس پر کوئی چھت نہیں ہے ہاؤس چائے نے اور یہ جا کر دیکھا لیکن کوئی بات نظر نہ آئی۔ انہیں نے چھوٹے ہاؤس کو آواز دیا۔ وہ جاگ رہے تھے۔ چھوٹے ہاؤس نے دروازہ کھولے بغیر بتایا

کہ کوئی بات نہیں۔ بلال لڑ رہی تھی۔ یہ سارا شور و غل انہیں کی وجہ سے تھا چھوٹے ہاؤس کا بیان ہے کہ جب بڑے ہاؤس میں چھت کے قریب انہوں نے دروازہ کھولا۔ دیکھا کہ دروازہ کے سامنے پرانی مرحومہ کھڑی ہیں سفید لباس میں لیٹیں اس پر کچھ کر کے چھوٹے ہاؤس کے کوشاؤ گئے۔ انہوں نے فوراً دروازہ بند کر لیا۔ اور نظر بڑے اسٹنک سے پر عجب بدبو تھی اور بے خودی کی کیفیت طاری رہی۔ اسی عالم بے خودی میں انہیں اپنے بڑے کی زیارت ہوئی۔ یہ صاحب نے کہا تھا کہ انہیں۔ یہ تو تھمہری پرانی کی روح ہے۔ وہیں منت بعد جب چھوٹے ہاؤس سے بے خوف ہو کر دروازہ کھولا۔ تو مرحومہ دستور سوجھیں۔ ان کے بیان کے مطابق کوسے چڑے کے ساتھ وہ تمام جسم کن میں ڈھکا ہوا تھا۔ چہرہ عکس پر نظر آتا تھا۔ لیکن جگہ جگہ سے بوسیدہ ہو چکا تھا۔ انہوں نے ہاؤس کو کوسے دیکھتے ہوئے کہا کہ قیوے زندگی میں کبھی میرے ساتھ کوئی چھٹا لوگ نہیں آیا۔ اور اب موت کے بعد قبر پر بھی نہیں آتا۔ (واضح رہے کہ چھوٹے ہاؤس میں کبھی نہ کبھی پرانی کو اسٹا بھی دیکھتے تھے) اس کے بعد انہوں نے کہا کہ قبر سے کچھ سے قبر پر دیکھ کر کسی سچی کو بڑے ہاؤس اور میری رقم میں سے تو ایک جیسے مسرت ہوا۔ (واضح رہے کہ اس ۱۳۳۳) ہر اور روپ کی رقم کی طرف اشارہ ہے جو پرانی مرحومہ نے کی۔ اتفاق سے سینے میں اس اور کئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے میری والدہ کو کھینٹ کر کہنے پر چھت پر تھمہری پرانی اس طرح تقریباً میں سٹنک کی پرانی مرحومہ سے میرے چھوٹے ہاؤس کی کھینٹ ہوئی تھی۔ آخر میں مرحومہ نے کہا جانا میں نے نہیں دیکھا ہے۔ آؤ تمہارے سر پر ہاتھ کھینچ دوں۔ اب چھوٹے ہاؤس میں طاقت دانی تھی۔ وہ دروازے سے باہر نکلے اور پکارا کہ گر کر پڑے۔

عبدالغفار کا یہ بیان قابل غور ہے اس واقعے کی وجہ سے کس طرح کی جانے گی۔ حاسرات اور ح کے دروازوں کا بیان ہے کہ بعض روٹھ ہے ہمارا۔ وہ ہمیں سے حدیث کے سبب عالم والا میں بلند سو کے اس حدیث میں ضائع کر دیتی ہیں۔ وہ دھنسنے والی رات ہیں اور طرح طرح سے پتا سنا کر کرتی ہیں۔ انہیں مرنے کے بعد بھی معاملات دنیا سے اتنی ہی دلچسپی رہتی ہے۔ جیسی حاسریت میں تھی۔ کسی کو ستر دیکھ کر اس کی دستاوی ہے۔ کوئی جس کو ستر دیکھ کر اس کے خیم میں چلا سوتا

مرچو

ہزاروں سال سے انسانی ذہن کیا کیوں اور کیسے میں الجھا ہوا ہے۔ اور بھی ہزاروں سال تک یہ کھنسی نہ سیکھی گئی۔ میں یہ بات پہلے بھی لکھی تھی مگر کچھ چٹکا ہوا۔ اور اب پھر اس کی جگہ پر زور دینا چاہتا ہوں کہ مادیاتِ عبادتِ مظاہر (مشاہدوں سے مکاشفہ) کے خلاف انسانی ذہن پر ایک بڑا زور دینی مزاحمت پائی جاتی ہے۔

طبعی مزاحمت

سوال یہ ہے کہ طبعی مزاحمت کیوں ہے اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کی تمام تر زندگی کا انحصار اس کے حواسِ فہم کی کارکردگی پر ہے اور وہ جانتی ہے کہ جس تک کسی چیز کا نگہ بند کیجے کسی آوار کا کاس سے نہ سے۔ کسی شے کو نہ چمکے کسی چیز کو نہ چمکے۔ وہ کسی قسم کو نہ چمکے وہ اس کے وجود کا اقرار نہیں کر سکتا اور یا کہ قسم کا رد وہ کسی امور پر عمل دہا ہے۔ قابلِ اعتبار وہ ہے جسے آج کے حواسِ مرہ اشہار کے قابلِ قرار دیں۔ اساتذہ عقل صرف ایسی باتوں کو تسلیم کرتی ہے (جن کو کسے نہ کیونکہ سنا ہے علم کا تقاضا یہ ہے) جو جو رد و محسوس ہو یا قوی عقلی اور ذہنیاتی مبروں سے چکے وجود کا انتہت کیا جائے عقل اور باطنی ملاحظہ شعور کے اعلیٰ ترین مصادیق کی حیثیت رکھتے ہیں گاڑی کے چکے، وہ ایک کی گاڑی کا چکے کی طرح چلتی ہو رہی ہو۔ جس کو وہ کہیں تپا لگا کر اس کو کار کا کھڑا کر دیتے ہیں۔ میں نہیں جانتی کہ عقل اور باطنی شعور کی یہ تسلی کی قسم سائنسی، فنی، تکنیکی اور فنی تر جوں کا انحصار صرف عقلی مغز کی کیمیائی اور فیزیائی رد و محسوس کے ذریعے ہو ہے۔ کیمیائی کے اصول حرکت اور دوسرے کے قوانین۔ رد و محسوس اور عقلی کے مبالغے یہ سب کے سب عقل و منطق کی کارکردگی ہیں اور ہم جلد ہی ان کو ان تمام چیزوں کو قبول کر لیں جن تک عقل ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ کیونکہ اس پر اس پر ان کے انسانی تجربات کے بعد ہمیں بات کی عقلی اقدار کا قیاس کرنا پڑتا ہے۔ اس بات میں شبہ نہ ہو گا کہ وہاں اس کا ناک بہت مشکل سے ممکن ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہاں لگا ہوں کے سامنے ایک انسان مر جا تا ہے۔ اور پھر اس کا جسم معدوم ہو جاتا ہے۔ جس کے معدوم ہوجانے کے بعد یہ تصور کہ وہ عقل کسی اور دنیا میں زندہ ہے۔

انسانی عادت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہاں کی عادت ہے کہ ہم کسی شے کا محسوس اس کے جسم کیساتھ کریں۔ جسم کے بغیر وجود کا یقین خلاف عادت ہوگا۔ عارضی عادتِ مظاہر وہ ہوتے ہیں۔ جن کی ہمیں عادت نہیں ہوتی۔ مثلاً آنکھوں کے بغیر دیکھنا، کانوں کے بغیر سنا، ہانک کے بغیر سونگنا، جسم کے بغیر چمکنا اور زبان کے بغیر چمکنا اب سائنس دانوں کی قوتِ عارضی عادتِ اسوہ کی حقیقت کی طرف مبذول ہوتی ہے جبکہ ماہرِ ادبیات کے جتنے تجربے ہوئے ہیں۔ ان سے کوئی کامِ عبادت معلوم نہیں ہوتی۔ مگر چاہے موصوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں بچائے درج کی حقیقت معلوم کر کے اس کے ساتھ تجربے نہ کئے گئے ہوں۔ مگر اب تک ہمیں نہیں کہہ سکتے کہ ان کے لئے کچھ دیکھا کر خود "روح" کی حقیقت کی ہے اس مسئلے میں (حقیقی یا نامیہ) روحوں سے جو سوال و جواب کئے گئے۔ وہ مفکرینِ زمانہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس موقع پر قرآن مجید کی وہ آیت یاد آتی ہے کہ تم سے درج کے درجے میں سوال کیا جا تا ہے کہ وہ درج کے درجے سے علم سے ہوا ہے کہ "ہمیں درج کے درجے میں بہت کم علم کیا ہے" تاہم اس تجربہ کی عادت سے انکار ممکن نہیں بلکہ اور بھی تو کم سے کم ان حقیقتات سے علمِ اہل کے درجے میں حیرت ناک معلوم حاصل ہوئی ہیں۔ اور یہاں اس مسئلے میں انہوں نے اور انہوں نے عقلی حقیقت چاہی ہے عقل کے بغیر درج کے درجے میں حیرت ناک اور ذہنی کیفیت پیدا کرنے والا موضوع ہے۔ اور اس باب میں تو کئی شے بات قابلِ مدح پکڑا دینے والے ہیں۔ میرے پاس اس قسم کے خطوط (جن میں اہلِ ادبیات کے کسی کسی پھوڑا کر شے سے بحث کی گئی ہو) کا مجموعہ دیکھ رہا ہوں کہ بہت کچھ مانع ہو چکا ہے۔ تاہم جو کچھ باقی ہے۔ وہ بھی خوراکِ عقیدہ سے کچھ کم نہیں۔

کچھ گھڑا کچھ شہر کو ناگھڑا جہالت

دعا دعا کچھ عادت کچھ بات

حضراتِ ارادگانہ کے حلقہ حریف ہیں ان میں سے عقل پر شکوک کی جگہ ہے۔ مثلاً پچھتہ۔ آواز کی دہا پڑا کچھ ادبیات کے لئے آواز کی کچھ اور حریف ہیں۔ جس کے درجے پھر یہ

ہستیوں سے دیکھ لیا گیا کاردار ہے۔

چند عملیات

عطا اللہ خان غلامی ریسمانِ دستان سے لگے ہیں

اس وقت میرے پاس حضرت ارواح کے تین پانچواں ہیں ایک تھوڑے لکھتا ہوں۔ دو تھوڑے سات سو لڑکی یا لڑکے کے دائیں انگوٹھے پر پہنچا جاتا ہے۔ انگوٹھے کے بائیں پر سیاہی مل دینی جاتی ہے۔ سوکھ جانے پر سرسرا کا تیل لگا دیا جاتا ہے۔ (جس سے اس میں چمک پیدا ہو جاتی ہے) معمول انگوٹھے کو دیکھتا رہتا ہے۔ سوکل صبر ہوتا ہے۔ (یعنی معمول کا اصل سر یا پاؤں کے اشارے سے جواب دیتا ہے۔ یا اگر روٹی معمول خواہد ہے تو وہ جواب (جو فرض کیا جاتا ہے کہ عالم ارواح سے سوکل کے ذریعے سمجھوں ہوا ہے) لکھ کر دے دیتا ہے۔ کہ واقعہ یہ ہے۔ اگر کسی کے یہاں سوستی کی چھری ہے۔ تو مال سرود اور چور سے متعلق بتا دیتا ہے۔ ایک لکھ کر کسی پانچ لڑکی کے تھوڑے پانچواں اس لڑکی سے کہ گیا کہ سوکل سے کہ کر دیا بزرگ کی ذہانت کر دے۔ لڑکی (جو بہت متوجہ) کہتی ہے کہ بزرگ میرے پاس ہے۔ اللہ کے موجد ہیں لڑکی کو جاہلیت کی لٹی کرنا لکھ کر دیتا ہے کہ بزرگ کی ذہانت سے کہ کر دیا بزرگ کی ذہانت سے کہ کر دیا اور دوسری کی تھریف آوری کا افسانہ لکھی۔ سمجھو سے کہ وہ بزرگ کی ذہانت سے کہ کر دیا پر سوار شریف نار ہے ہیں۔ ان سے بھی ادا کرنا لکھی اس موقع پر ایک بہتر ترجمہ آسانی سے کہہ چکا کہ یہ سب لڑکا اور اقرب یہ ہے نہ لکھی اور روح سے خود رو حالت ہے۔ لڑکی توجہ دینے لگی ہے۔ اور حال کی ترقیب سے سارے جوابات دے دیتی ہے۔ اور اس کی توجہ تو ہی اس میں بھی ادا کرتا ہے۔ دیکھ مرت لڑکی نے (استغوا کی حالت میں) کہ کہ میدانِ کرد پر میرے تھریف لکھے۔ اور لکھ اور خلاص من لکھ لکھ سے گزر رہے ہیں۔ عطا اللہ غلامی نے اور چند عملیات کی ترکیب بیان کی ہے۔ جو دماغی و حیاتیات کا معمول ہیں۔ درحقیقت کسی چکر دار سے (خلاص ہو کر) تھریف میں دماغی صورت کی نظر جتانے سے کوئی بہت جلد توجہ کی کیفیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اس توجہ کی کیفیت میں

معمول کرچہ کھینچتا ہے۔ وہ آواز خود ظہور کا ایک باب ہوتا ہے۔ اور وہ ہے جس اشتقاق ارحم کی برہمنی ہوتی ہے جو چاہوں کے سامنے اٹھایا جاتا تھا۔ اور میر تھریف (صوبک بچا جس۔ پشتر یا کی میر بہت جلد توجہ معمول کی حیثیت اختیار کر گئی اور اس علم میں ارواح (نہ جانے وہاں کے ذہن کی اختراع ہوئی تھی۔ یا ذاتی کھنکھتے) سے اس کا ربط قائم ہو جاتا تھا اشتقاق (یعنی رد و بحسن پورہ اور) کس آپ کی خدمت میں ایک اہم سرسلطنتی کر ہوا ہے۔ امید کہ آپ اپنی قیمتی رائے سے مطلع فرمائیں گے اس کا کل پورے خطاب میں اس رائے کا چرچہ ہے۔ اور کئی نئی رائے زنی ہو رہی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۸۹ء میں کوئٹہ روڈ (در بڑے رادی کے قریب) پر ایک جہان لڑکی کی لاش پائی گئی (جو ایک کھاتے پینے گھر لائے کی تعلیم یافتہ لڑکی فر۔ صوبی تھی۔ جس کا ذکر تفصیل سے اخبارات میں آیا ہے) والدین نے لڑکی کی لاش کو شناخت کر لیا۔ پاپیس نے والدین کے بیان کی تھریف میں فرزند صوبی کے دوست حادیہ بٹ کو بھی شامل تھریف کر لیا۔ حادیہ افسانہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ فرزند اور چادر کے درمیان آٹھ سال تعلقات تھے۔ سات مہینے پہلے فرزند یافیت میریل کاٹھ کاٹھ حادیہ بٹ تعلیم حاصل کرنے کے ہمراہ گھر سے روانہ ہوئی۔ مگر یہ حقیقت وہ لڑکی سے بہتر سمجھتا ہے۔ اور لڑکی سے کہتا ہے کہ میں نے اس سے ملنے سے پہلے ہی اس کی فرزند قرآن حافظہ ارموہ مسموۃ کی پابندی میں لیا۔ ہر دو مہینے چھری کی بھی عادی تھی۔ لطف یہ کہ راتوں میں صوفیہ حادیہ بھی کھینچی جاتی تھی۔ دو لکے گا ہوں نے جان کیا کہ فرزند اور چادر کی حالات دیتے۔ (خرقہ بلی) تھے۔ راتوں کو لکھی تھی۔ پتہ چلا کہ وہ افسانہ سے تھی۔ پاپیس اس نتیجے پر پہنچ کر فرزند نے ماہی سے بچنے کے لئے خود کوئی کر لیا ہے وہ بچے بعد حادیہ بٹ سے پاپیس کے سامنے اعتراف کر لیا۔ اس نے فرزند کو کھنکھوت کر دیکھا کیا ہے۔ چادر بڑے کہا کہ فرزند اسے شادی کے لئے نکاح کر لیا تھی۔ مگر چونکہ اس سے بھلا نہ ہوا تھا۔ اس نے میں نے یہاں ادا کیا۔ ۱۸۸۹ء کو کوشی سے اسکو پڑ بھا کر لے گیا۔ اور ایک (منسبت بگ) بنی چھوڑی سے اس کا گھر دیا۔ جب فرزند مر رہی تھی۔ تو اس کی آنکھوں میں انعام کے شعلے

کئے جا سکتے ہیں۔ جناب عرفان صوفی (کوگرہ کی گڑھی) کی ایسی شخصیت تھی کہ حساس اور تاج شریعہ پر قانون ہیں۔ شہ نے انھیں آزاد نگاری کے درجہ وصول سے رابطہ پیدا کرنے کی ہدایت کی تھی۔ لکھتی ہیں کہ۔

۱۶۔ تجر عرفان صوفی (جو کے روزگاروں سے رات) کو آزاد نگاری کے درجہ حاصل کرنا شروع کیا جو تجربہ ہوا۔ انکی تفصیل حاضر ہے۔ ہاتھ بے اعجاز اور درخی بہت ہونے کے بعد تیزی سے خود بخود کاغذ پر پلٹے گئے۔ لیکن کوئی تجربہ برآمد نہ ہوئی۔ پھر ہاتھ میں حجابِ اوقات پیدا ہوئی تھی۔ وہاں ہم میں سرایت کر گئی۔ رہا ہاتھ جب شل ہو گیا تو اس کی دروست دھڑک رہا تھا۔ کہ خدا کی پناہ اس دھڑک کی دھکم دوا سے جا کر گرتی تھی۔ لیکن جب سے خودی طاری ہو گئی پھر کچھ چہ نہ چلا۔ پھر سوال و جواب ہوئے۔ صبح ٹہری ہیں۔

تجربہ عرفان آپ کیا امر اللہ تعالیٰ حکم ہیں آپ کاغذ پر لکھ دیجئے۔ (کھولا، بیچے)
ج۔ پھر کھولیں گی۔

س۔ آپ کو کیا پتا تھا؟

ج۔ میرے ہاتھ پائیں کرتے۔ (تقریر پڑھتے ہیں)

س۔ لیکن میں اپنا تو آپ کا ہاتھ دیکھتا ہوں۔

ج۔ یہ تو میری طبیعت ہے۔

س۔ تجر عرفان میں حاضر ہو کر بھول چڑھوں گی۔

ج۔ شہید (عرفان صوفی کی شادی شہلا کی) نہیں پائی۔

تجربہ عرفان نہیں ابھی تک نہیں پائی آپ انکی شادی سے ہمارا شوق نہیں۔

ج۔ میں کسی سے ہمارا نہیں ہوں۔

تجربہ عرفان اتنی بے نیل سلام کر رہی ہے۔

ج۔ میری بیٹی خوش رہو۔ خوش رہو میرے بچہ۔

تجربہ عرفان۔ کئے کئے اٹھان ملنا چاہتی ہیں آپ؟

وقت سے بچے کو پھینک دینا پھر حالات کچھ نہ رہ گئے۔ آج وہاں سے کروڑاں میں بڑی تہہ پہلے رونے ہو گئی۔ پھر وہ ہم لوگوں کو ہر طرح کی مصلحتیں بکھڑے لگا۔ "خیر کیا ایک دن بچے نے باپ سے کہا کہ چاہتی آج چھ دن کبہ ہاتھ کرتی میرے دوست ہو۔ میں بھی نہیں تنگ نہ کروں گا۔ مگر سب لوگوں کو یہ دھوکا دینا چاہیے۔ کب کب کو نہیں جیسے گانہ بیکانہ میرے معاملہ میں کسی معاملہ سے مدد لی جائے گی۔ میرا وعدہ ہے کہ میں تم لوگوں کا کالا مال کروں گا۔ تم لوگ صرف دینی دنیا کی پاب پائت کیا کرو۔ چنانچہ آج کل آج وہاں کی درخت سے ہمارا سہارا بن گئے ہو گئے۔

ہمارا کنبہ دس افراد پر مشتمل ہے۔ ہر روز چار چار چھ ہمان لڑتی طور پر ہمارے دستِ خوان پر ہوتے ہیں۔ اس طرح گندم کی ایک بیڑی میں کچھ گڑا رہا چلی جاتی ہے۔ اس معاملہ کے بعد جب لہری کا نام کھولا تو ہماری ہولی کی بھڑکی خالی نہ ہوئی تھی اور حیرت پھر وہ شکر در چل جائے گی۔ یہ کسی قدر حیران کن بات ہے۔ ہمارے گھر میں کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش نہیں آیا۔ اہل بیت ہزاروں گھر والوں پر کسی بھی بخت ہاری ہو جاتی ہے۔

فکر ہمارے آج وہاں کی آوارہ گردوں کے جو کھوت جان گئے ہیں۔ ان سے چند چیزوں کا اعجاز ہوتا ہے کہ آج وہاں کی نعمت آج ہی دی ہے۔ ۴۔ چیدہ حیات تھی میں دینی معمول دینا ہی خواہش ہے کہ وہ لکھ بکھرا ہو۔ بندہ ہوا ہے۔ وہ ۱۱ سال بندہ نہیں ہو سکا۔ یہ کہ وہ صرف حلقہ احادیث سے متعلق ہو گا۔ کب لائے گی؟ یہ تو میری طبیعت ہے کہ وہ ہر ایک معاملہ میں (عبداللہ درویش) نے اسے عمل کی طاقت سے جلا دیا تھا۔ مگر پھر وہاں دیکھ سے گی "خدا"۔ یہ کہ اس کی حرکتیں اور شراعتیں تکلیف دہ ہیں۔ چار چیزوں کو قاتل کر دیتا ہے۔ بچے کو ہٹاتا۔ گھبراہٹوں کو درخت لڑو کرتا ہے۔ یہ کہ اس دھشت و درندگی کے باوجود وہ حق کا عہد کر کے سے جھانے کی کوشش کرتا ہے۔

آزاد نگاری

دیکر یہ جانچتا ہے کہ آزاد نگاری (فری رائٹنگ) کے ذریعہ تادیبہ اختیار سے بیعتا حاصل

یہ ختم اپنے دس دہائی کا کھانا مانا کرو۔ ان کی پڑھیں کا خیال کرو جیسے ایک (فری سٹائی ٹیمینڈ) مرد ہو گئی۔ دے دے یہ ختم کو بھی (براد) ہونا ہے کیا؟ آج تو وہ پیر میں سو فی صد کی یہ لیاں رہی تھی۔ جس کے بارے میں (یہ خطاب) بیگم مرغان ہے۔

تجھم مرقاں۔ اکی مل نے ان سے کہا تھی۔ کہ آپ کے مزار شریف پر قدم پڑی کر کے آئیں۔

حق: ہاں، روہ آ یا خدایٰ عز کا داس کو یقین ہی نہیں ہے۔

بیکرم کرمان۔ نہیں، بی آپ سب مانتے ہیں۔ سب یقین کرتے ہیں۔ ہم سب یقین کرتے ہیں۔ بلکہ ہم سب حجاز شریف پر آئیں گے۔ پھول چھاؤں کی۔ جمو کے دن امامداد ہے۔ بڑی میں آپ کے لئے کیا کروں؟

جنگ کچھ بھی چاہے سب کے چاروں طرف ہی (فاقہ) دے دیں۔ اجماع اب اس جگہ پر قائم رہا۔ آج رات تمام سب آدمی سے سونا اور محفل صاحب سے کہنا کہ اب میرے کو نہیں بلانا۔ انہوں نے گلے پر چیلنے کی بجائے ہنس مٹائی۔ اجماع اب جاری تھا۔ یہیں صاحب کو خبر اسلام آباد پہنچا، اجماع جاری تھا۔ اب پکا آج کے بعد تکلیف نہیں دینگے۔ خداوند خداوند خدا! آپ نے عظیم قربان صوفی کا جان لیوا کیا۔ اب جناب عرفان صوفی کے گھر پہنچا لکھا ہوگا۔

اے مالک علی بن ابی نعیر والدین پر ر

راست کے گیارہ بجے مراقبہ شروع فرمایا۔ دو روزہ فاقہ کے بعد توبہ کے توسط سے حضرت مرشدِ سابقہ سے توفیقِ ارغواست کی مراقبہ شد دیکھا کہ درویشیاں پھیل چکی ہیں اور دور سے ایک شخص ہے پھر دیکھا کہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔ کوئی ساتھ بیٹھ کر صلا کا ہندو برہمن کی پجاری کا وغیرہ اس نے فاقہ جڑ کر شستے کیے۔ (اس کی مشکوک شکرست آج بھی) کہنے لگا کہ میں نے اپنی لڑکی پر بہت قہم کیا۔ وہ مسلمان ہوئی تھی۔ میں نے اسے شادی نہیں کرنے دی وہ اس غم میں تھیں کہ جو تھیں مرنے لگی۔ بھگوان مجھے معاف کرے۔ پھر دیکھا کہ اس ہندو پجاری کے برابر کوئی لڑکی قد کم لباس پہنے کھڑی ہے۔ ہندو پجاری نے لڑکی کو ”کوشٹیا“ کہہ کر غائب کیا۔ اور کہا کہ کوشٹیا تم کچھ کام سنا۔ جس نے اس

[illegible]

یہ جہاں ہے مران سوئی کا؟ جب بعض لوگوں کے خطوط میں، میں ہزار کرپٹا ہوں تو سخت حیرت بلکہ دہشت ہوتی ہے۔ رہا ہے یہ سب کیا ہے؟ انجانے یہ سب کیوں ہے؟ قحب ہے کہ لوگوں کے مرنے پر خزاؤں اور مشاہدات میں یہ ہانچ کہ سے کچھ بڑا ہے۔ لفظی طور پر اس کا کیا مطلب ہے؟ لفظی طور پر میں سنا چکا ہوں کہ اگر ہم جوش مرشد کے درمیان ایک لفظی بیان کیا جاتا ہے اور اس کی رشتے کے سب لفظی میں سن کر یہ بیان مرا کر کے والوں کو گواہ بنیں اسے مرشد یا استاد کا ہر رنگ میں جوش و فخر آتا ہے۔ ہر حال میں استاد میں کوئی امر تسلیم نہیں کرتے تھے یہ قوت ہے کہ لوگوں کے قحب پر اثر انداز ہو سکیں، یہ حال ہے ایسا لفظی علم ہے جسکی حیرت و فحیرت ہے تا سرور۔

ادراک ماورائے حواس

عراقان صوفی نے حاضر اس ادراج کے سلسلے میں اور اک دورائے اس ی ESP پر بھی گفتگو کی ہے۔ اور اک دورائے اس کی تحریف ہے کہ اس خسر کو استعمال کے بغیر کسی شے یا شخص یا

حقیقت کا عالم اور اس کا حاصل کر لینا اور اس سے رابطہ کا سہولت دہی طریقہ اور اس کے تعلق رکھتا ہے۔ مرقا کا موصوفی لکھتے ہیں (یہ ان کے احساسات ہیں) کہ

مسل حضرت ابرار و ادراج کے درمیان (ساڑھے نو بجے شب) اچانک فضا پر مگر سکوت طاری ہو جاتا۔ اور چاروں طرف خاموشی چھ چلتی ہے۔ حتیٰ کہ درختوں کے پتے ٹپک نہیں جتے۔ قرم آواز میں معدوم ہو جاتی ہیں۔ خصوصاً کچے پائیک بھونکتا ہوا کر دیتے ہیں۔ فضا میں خشکی اور خشک چھ چلتی ہے۔ ترستان کی مانند کھٹی سے مخصوص برقعہ ہوتی ہے (ان کیلینوں کو کبیری کیلیم نے بھی محسوس کیا) محسوس نور کے پکاروں کے بعد پانچ پانچ درم ہو جاتے ہے۔ ہر گھر میں لپٹکی طاری ہوتی ہے۔ دریاں اٹکتا ہے کہ دریاں رنگ کے لے میرے جسم میں جذب ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد غوغائی اور حور فرما سوتی کا دور آتا ہے۔ میں نے پہلے درم میں حضرت اس طرح کیا کہ گول میز پر حروف ابجد (حرف سے کی تک) ایک دائرے میں لگا دیئے۔ درمیان میں شیشے کا گلاس (اسا کر کے) رکھا۔ گلاس چند لمبے بعد خود بخود حرکت کرنے لگا۔ (سہارے کے لئے میرے اٹلی گلاس کی پشت پر۔ کی جی) لیکن اسکے بعد کچھ عجیب صورت حال پیش آئی۔ نیچر کا یون ہے کہ میری زبان کی والدہ جسم کو کھینچ کر اپنی پیشانی میں اس طرح ٹکھنے لگا۔ مجھے اس کی والدہ مرحومہ سے راز دہی رہا۔ اس کے بعد میری زبان کے ساتھ ساتھ اس کے لئے کچھ عجیب صورت حال پیش آئی۔ اور عقلی سے جان کو اس کے لئے کچھ خود بخود کاغذ پر تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ لیکن موصوفی میرا دل نہی اس طرح حرکت کر رہا تھا۔ وہ یہ حرکت ان کی تخیلی کرکنا کے پر دے چھنے اور دوسرے کے پر دے کو لے جا رہے تھے۔ اس کے چلنے بعد بہت کی طرف سے درمیان درمیان پر دے ان میں ہاتھ میں چند تھوڑی ہوئی۔ اور یہ لگا کہ وہ روشنی میرے قدم میں سم میں چھل گئی ہے۔ پھر کچھ نیچر۔ دہی۔ دراج کے کٹھنے میں میرا ادا رہا یہ ہے کہ یہ زبان مثالی جسم میں جس طرح مثال سے عالم اجسام میں درمیان ہو جاتے ہیں۔ اس جسم مثالی حراج عام عادت کر راز اور درمیان کھنگوڑی ہوتا ہے۔ جو (دوید) درمحول کے ذریعہ) اسکے جسم کا کیا ہوتا ہے جس طرح ہم اپنے راز میں جسم میں حقیقت دراج سے واقف نہیں ہوتے اس طرح جسم مثالی میں بھی راز کی حقیقت سے غیر رہتے ہیں

جسم مثال میں بھی اس وقت تک شاید رہیں سے دستہ رہتا چاہتا ہے۔ جب تک اس کی وہ خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔ جو جسم خدا کی کے وقت نہیں۔ (مرقا کا موصوفی کا بیان)

خبیثت روحیں

۱۸ مئی ۱۹۰۷ء کو جب کہ میں تقریباً ۱۵ سالہ تھا تب میں نے اپنے پیٹے لگا دیں، اب ہر کی طرف لی نہیں تو جب قہار نظر آیا تو گوب کے پھول کی سرخی چاروں طرف پھیلنے لگی (مخمن میں گوب کے گے ہوئے ہیں) اور اس میں کار پر سرخی پرے سرخی کے در سے پھیل گئی۔ احمر پٹائی سرخ ہو گیا مجھے شدید گرمی محسوس ہوئی۔ پیٹے پہنے ہوئے۔ جسم کا داس رولوں کوڑا ہو گیا۔ شدید حدت محسوس ہوتی پیٹے پیسے ہو گیا۔ گھر کرنا نہیں نہ کر لیں۔ سرخی اس طرح قائم رہی۔ پھر تھوڑا سا سرخی سے ایک شکل بننے لگی۔ ڈراؤنی شکل (محبوب چھو) آپ کی طرف توجہ کی۔ آپ نے ہمت اور حوصلے کی تقنین کی۔ پھر وہ سرخی منہ پر کی میں تبدیل ہوئے گی۔ اور اور ڈراؤنی شکل ایک انتہائی خواہش اور اپنی اپنی کار پر اختیار کر گئی۔ ایک دائرہ آئی۔ ہم سادات کے خادم ہیں۔ ہم سادات کے خادم ہو۔ اتھارہم دروں آپس میں دوست ہیں۔ پھر وہ فعلی بھی معدوم ہوئی چلی گئی۔ اور سفید ریشیاں پھیل گئیں۔ یہ شہ پھیل جہاں مراقبہ ہوا۔ کبھی کبھی کانوں میں جھلنا ہوتا ہے اس کے گتے ہے۔ پھر وہ آگاہاں ہوتا ہے۔ یہ خیال درمیان آتا ہے تو توئی کیا ہوتا ہے یہ اس کے لئے کبھی کبھی یہاں سے قرب ہے۔ میں نے اس میں سے پر حال طور سے غور کیا تو یہ چلا کہ سب سے بڑی جا خود انسان ہے۔ ہماری سوچی اگر خود مرضا نہ طلب پر تہا۔ قرب کارمان اور عقلی ہے تو ہم غیر شعوری طور پر اوس نے شیطاں میں جاتے ہیں اور کائنات کی عقلی قوتیں ہر کردار انسان کو اپنا مرکز توجہ بناتی ہیں۔ ایسے حیثیت انسان جب تک جاتے ہیں۔ تو حیثیتوں کے لشکروں کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور پھر غیر غالب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور دنیا کا اندازہ میں نے اس طرح لگا دیا کہ وہ دشمن میرا راز کا دس ایسے حیثیتوں کوں سے مل کر تدریجی طور پر نکھر رہا ہوتا ہے۔ اور اس میں یہ اختیار رکھ رکھ دیتا ہے۔ یہاں تک چھینک چلائی ہے۔

مرچو
والدین پر رخصت

آواز دیتا ہوں۔ چاہتے ہیں اس اسی سلسلے کی ایک اور داستان سن لیجئے۔ مجھے آپ کی کتاب حاضراتِ ارواح (جلد اول) پڑھ کر مکمل حاضراتِ ارواح کا شوق ہوا۔ خیال آیا کہ اس ممل کو مریمینوں پر کڑا ہٹا چاہئے۔ میرے پاس پلاٹ فٹ و میز وغیرہ کوئی چیز نہ تھی۔ لہذا میں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اسوقت میرے پاس کچھ مریمین و دیگرہ بیٹھے ہوئے تھے، مغرب و عشاء کے درمیان کا وقت تھا۔ میں نے ایک بچے کو بلا کر اپنے پاس بٹھالیا۔ اور اس سے کہا تم لوگوں کو گراہر سے کوئی روح گزری ہو تو اور سے پاس حاضری دے۔ چند لمبے بعد میری میز کے سامنے ایک روح کھڑی تھی۔ اسی نے اپنا نام مجھ کو بتایا۔ روح کو پوچھ کر پوچھا۔ نہ کسی قسم کی خوشبو نہ بدبو۔ انہیں کسی طرح سے انگی آگے کا احساس ہوا صرف یہ احساس ہوا کہ ہوا میں پلاکان پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ہے یہ بھی فریقِ حواس ہوا روح سے اس کا نام پڑا ایک دیگر معلوم کرنے کے بعد کہ ہمارے بعد یہ تین بیٹھیں شادی کی روح سے پاس چکر لگ کر آپ کا چہرہ بھلی آپ کو دگر رہا ہے۔

مٹا چاہتا ہے چند منٹ کے بعد بھائی صاحب مرحوم کی روح آگئی۔ اور میز کے سامنے کھڑی ہو گئی دو غصیلن پہنے ہوئے تھے۔ اور چہرہ دکھلا ہوا تھا۔ میں نے گزارش کی کہ دو دیوانی لہاس میں آئیں چنانچہ اسی وقت ان کا لباس تبدیل ہو گیا اور زندگی میں جو طبعیت و خلق نظر آئے گا۔ پھر ان سے (بچے کے لئے) جس وقت پہلے پہل میں (کھڑی) سلسلہ کا مشورہ ہو۔ پہلے ہم دیکھ لیں کہ یہ تقدیر کی کن کن جگہ بہ سوال کیا گیا کہ آپ کی عمر کتنی تھی؟ میں نے جواب دیا کہ ۵۵ سالہ تھا۔

نہیں ہوتا آپ اپنی زندگی میں کون کون سی دینی مشغول کراتے تھے۔ اور اب اس کا علاج کس طرح کیا جائے۔ (بھائی صاحب حکیم تھے۔ اور ان کا انتقال ۱۹۶۹ء کو ہوا تھا۔ انہوں نے فوراً بچے کے ذریعہ جواب دیا کہ یہ ساری عمر اسی طرح رہیں گی۔ ٹھیک نہ ہوں گی۔ تم جو وہ مناسب سمجھو کھاؤ۔ مستقل علاج کی کبھی میں نے سوال کیا کہ آپ اپنے کمر کب لگے تھے۔ تو فرمادے لگے۔ بہت عرصہ ہو گیا۔ جب اپنا چھوڑ دی تو یہاں کی چیزوں سے بھی بچا نہیں رہا۔ اس لئے کمر جانے کو بھی نہیں چاہتا۔ پھر بگڑا اور ہاتھ ہو گئے۔ آخر میں نے انہیں رخصت کر دیا وضاحت کے لئے عرض کر دیں۔ کہ روح صرف بچے کو نظر آتی تھی۔ اور سوال جواب کا ذریعہ بھی

وہی تھا۔ ہم سوال کرتے تھے۔ کچھ روح کی طرف سے جواب دیتا تھا۔ اس ضمن میں ایک اور واقعہ بھی گوش گزار کروں۔ ایک ترقی کمر سے ناراض ہو کر لاہور کے دارالامان میں چلی گئی وہ بہت سے لوگوں کے پاس مکمل حاضرات کیلئے گئے۔ پھر بھی شریح کی۔ آخر بہت دھکے کھانے کے کمر سے پاس آئے۔ میں انہیں اپنے دارالامان میں لے گیا۔ وہاں لوگوں کو اور بھی موجود تھے۔ دن کے دس بجے کا وقت تھا۔ میں نے اسی بچے (وہی معمول) کو اپنے قریب بٹھالیا۔ سب لوگوں نے ایک ایک پاؤں روح کو دیکھا۔

لوگوں نے سو سو ڈاکٹر بھی پڑھیں اور اس کا ٹپ پا کر روحوں کو بٹھا پھر قریب سے گزرنے والی روح کو بگڑا گیا۔ فوراً بچے نے ایک پاؤں روح کو دیکھا۔ جس نے اپنا نام بھی بتایا۔ اس لیے اس کا انتقال ۱۹۶۹ء میں ہوا تھا۔ بیٹھیں سے (بچے کی معصرت) کہا گیا کہ (فرار ہونے والی) لڑکی کی داد کو کھالے۔ اس صفت بعد بچے نے کہا کہ ایک ضعیف عورت میرے قریب ہونے پر بیٹھی ہے ضعیف عورت سے پوچھا گیا کہ تم ان لوگوں کو جو جہاں موجود ہیں جانتی ہو۔ صلیب کی روح نے کہا اس اجاڑی ہوں اسے نکالیں میرا لاکھ بچا ہے۔ دانی طرف اس کا سالہ ہے۔ اور انہیں طرف اس کا دوست ہے۔ (میں ان نصیحتات کا مکمل نہ تھا) ہم نے بچے سے حیرت سوال کیا۔ کہ تمہارے بچے کے لیے کچھ دینی قسم ہے۔ انا قاف ہو۔ روح نے کہا کہ ہاں اونی معلوم ہے۔ بعد کے روز اس وقت تک لڑکی کمر سے چلی گئی۔ اس نے اور ان کی دوسری بیوی نے بچی کو بہت مارا تھا۔ پھر یہ دونوں سب بیوی کی شادی میں چلے گئے۔ ان کی ہر مہر جو جہاں میں پڑی کی ایک عورت آئی اور اس نے لڑکی کو کشتہ دیا کہ بہتری اسی میں ہے کہ تم اس کمر سے چلی جاؤ۔ لڑکی نے بات مان لی۔ وہ عورت اس کی کو اپنے کمر سے لگتی۔ پھر اسے ایک اور عورت کے ساتھ۔ اور بچہ لڑا۔ لیکن آپاد کے نزدیک ایک مکان ہے اب وہ لڑکی اس مکان میں ہے۔ (دارالامان کی طرف اشارہ ہے) اس کے بعد وہ لڑکی کی روح نے دارالامان کا چہرہ اور دانی بتایا۔ وہ یہ بھی کہا کہ صبر و دوادارے کے سامنے ایک بچہ کھڑا اسوقت ہم نے نہ سمجھ سکے کہ یہ دارالامان کا ذکر کر رہی ہیں۔ کیونکہ میں نے اس وقت تک دارالامان کو نہ دیکھا تھا۔ خبر میں سے بھائی ہوئی لڑکی کی دانی کے لئے چلے

انہما میں جواب دیا۔ اور یہاں تک کہ اگر ضرورت میں غلبہ لورائی حقوق کا پار ہے۔ اور وہ پورے حکام میں کو چلائی ہے۔ ۲۰ اردی بہشت ۱۳۳۳ عشی کو پھر حاشیہ ارواح کی مجلس منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں سرخیاں سے سوال کیا گیا کہ ان کو کم یہ بتائیے کہ زمین پر زندگی بسر کرتے ہوئے آپ کے اندر کون سے چیزیں درج ہیں؟ اس سوال کے جواب میں اس حکیم فرزانہ نے میزیم کے ذریعہ لکھوایا کہ میری طرف جتنی رہا میں منسوب کی جاتی ہیں۔ وہ سب کی سب میری نہیں ہیں البتہ جو زمان میری ہیں ان سے میرے بدلے ہوئے انداز فکر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ شروع شروع میں اس عہد کے مزاج اور مذاق کے مطابق غلبہ دینی تھا۔ اور ان تمام اہل علم پر عقیدہ رکھتا تھا۔ جو تمام اناس نے قرآن رکھے ہیں۔ لیکن جب میں نے ریاضیات اور نجوم کا مطالعہ اور مختلف مذاہب اور مذاکرہ کا بھی مقابلہ کیا تو مذہب سے جی بیز اور ہو گیا۔ اس زمانہ کی غلبہ رہا میں ان مذہبی کے خیالات کی کراوائی ہے اور حشر و نشر کا مذاق اڑایا گیا اس زمانہ میں میرا عقیدہ یہ تھا کہ انسان مری جاتا ہے۔ مکیا وجہ ہے کہ براہیج ہو گیا تھا۔ لیکن جوں جوں عالم فطرت کے حلق میرے مطالعہ میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ مجھے احساس ہوا کہ ایک حکیم و مجیب نظام ہے۔ جو انتہائی ناقص اور باثریب ہے۔ یہ عالم کی اور کھراؤ صرف انسانی حاشیہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد میں نے غلبہ کے اور مذاہب کا مطالعہ شروع کیا تو اس نتیجہ تک پہنچا کہ عالم قلاب ہے اور درج شراب

انسان چھوڑ کر اور جگہ ہے
قالب چھوڑ کر اور جگہ ہے
قالب چھوڑ کر اور جگہ ہے
قالب چھوڑ کر اور جگہ ہے

ایچ آف دی ورلڈ

میرے مرحوم چچا جان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ بہت قریبی بیڑ کا وار عابد و زاہد بزرگ تھے۔ وہ چارہ شریف طلوع کبیل پر ہیں۔ دینی ہیں۔ میرے بھائی مہالف ہی لکھنؤ میں ہیں۔ ایک دفعہ شام کو مسجد میں گئے تو وہ سنان دینی کی اس اندھا کرد کر دیکھا تو خود رو گئے۔ وہ دیکھا کہ چچا جان مرحوم مسجد

میں بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ انہیں خیال آیا کہ چارہ فوت ہو چکے ہیں یہ کون قرآن پڑھ رہا ہے انہوں نے بھانپا چکا پھر انگوٹوں میں سکت دیکھی۔ شکل کمرے تھے۔ اسے میں چچا جان مرحوم انہیں اشارے سے پاس بلا دیا۔ جب وہ قریب گئے تو ان کے سر پر دست شفقت بھیرا۔ سر اسے اور نظر سے گواہی ہو گئے۔ یہ سن کر اس کے ایک خط (مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۰ء) کا اقتباس ہے۔ محبوب نگار کا حقیقی ایک مشہور خاوند اوصاف و روحانیت سے ہے۔ مولانا محمد یوسف بدایونی (جن کے نام عام تھے) نے مذکورہ ان کو منسوب کر کے بخوبی ناؤں کا خطاب دیا گیا ہے) آپ کے قریب ترین عزیز تھے۔ اب سن کر اس کے اس بیان کے روشنی میں مشہور عالم خبر رساں انجمنی رانکر کی فکر کردہ رپورٹ پڑھے۔ یہ رپورٹ اس کا لٹری کے حلق سے ہے۔ جو آسٹریا کے مشہور شہر Innsbruck میں منعقد ہوئی تھی۔ یہ شہر برک پر پھٹنے کے مقابلوں کے لئے عالمی شہرت رکھتا ہے۔ اس سرگرم دنیا بھر کے ایک ہزار چھٹی کے سائنسدان، علماء فلسفیات، ڈاکٹر اور دینی رجحان حیات بعد امارت کے مسئلے پر غور و بحث کر کے لئے جمع ہوئے تھے۔ ایک خط تک یہ مباحث جاری رہا۔ بحث کا عمومی موضوع تھا کہ ذریعہ کے عالم میں انسانی ذہن جن مناظر سے کیا یک دو چار ہوتا ہے۔ ان کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے ظاہری موت کے بعد جن لوگوں کو طبی عیاد سے زندہ کر لیا گیا تھا ڈاکٹر اور صنف ان کے انکشافات سے تھم کر کیا ہے۔ ان سب کے خلاف فلسفہ میں تحریک انگیز مشابہت پائی جاتی ہے۔ ان سب کو مرنے کے بعد (حالانکہ موت کا وقت بہت کبیل ہے) یکساں تجربات سے گزرنا پڑا۔ اس سرگرمی کی فہم روزہ کا لٹری کے بعد اس کے ترجمان نے اعلان کیا کہ ان تحقیقات کے نتیجہ میں بہت سے سائنسدانوں اور علماء فلسفیات کو یقین ہو گیا ہے کہ زندگی کا خاتمہ قریب نہیں ہو جاتا، بلکہ اس کے بعد بھی حیات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

موت الی زندگی کا ربط ہے
میں آئے ہیں سے م کر

منازل فلسفیات ایڈر پڑھنے نے اعتراض کیا ہے کہ لٹری کے بعض شرکاء ان تحقیقات سے مطمئن نہیں انہیں ایک سبب موت کے بعد زندگی کا تصور دیکھنا نظر آتا ہے۔ البتہ سائنسدانوں کی

Hazrat-e-Anwar



Written by :
Rais Amrohvi

مصنف کی دیگر کتابیں

- | | |
|-----------------------|----------------------------|
| 1 - جنیات | 7 - جنات |
| 2 - عجائب نفس | 8 - مینا نغم |
| 3 - مقام عرفش | 9 - عالم برزخ |
| 4 - لے سانس بھی آہستہ | 10 - انقیات و مابعد انقیات |
| 5 - توحیات | 11 - عالم ارواح |
| 6 - مراقبہ | 12 - مقلعات |



WELCOME BOOK PORT

Main Urdu Bazaar, Karachi Pakistan

Tel: (92-21) 32633151, 32639281 Fax: (92-21) 32638986

Email: welbooks@hotmail.com

Website: www.welbooks.com

ISBN 978-969-600-034-5